نمبر ۱۹ | مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے بخیر و عافیت ہیں۔ ۱۰ اگست سے بعد از نماز عصر حضور نے مسجد اقصےٰ میں درس قرآن دینا شروع فرما دیا ہے۔

جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب کی خدمات باجازت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ چونکہ ریاست رام پور نے حاصل کر لی ہیں۔ اس لئے ۱۰ اگست انہوں نے اپنے عہدہ کا چارج جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کو دیدیا ہے

۸ اگست خان عبدالرزاق خاں صاحب کراچی نے اپنے لڑکے حسن خاں صاحب کی دعوت ولیمہ میں چند اصحاب کو مدعو کیا اس نکاح کا اعلان اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔

۱۰ اگست شام کو ناظر صاحبان کی طرف سے جناب خانصاحب کو الوداعی پارٹی دیگئی۔ جس کے متعلق مفصل آئندہ لکھا جائے گا۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن، سنت اور حدیث تین مختلف چیزیں ہیں

(۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۲ء)

قرآن شریف کے پہلے سمجھنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے اور اس پر آپ عمل کرتے تھے۔ اور دوسروں کو عمل کراتے تھے۔ یہی سنت ہے۔ اور اسی کو تعامل کہتے ہیں۔ اور بعد میں آئمہ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس سنت کو الفاظ میں لکھا۔ اور جمع کیا اور اس کے متعلق تحقیقات اور چھان بین کی۔ پس وہ حدیث ہوئی۔ دیکھو بخاری اور مسلم کو کیسی محنت کی ہے۔ آخر انہوں نے اپنے باپ دادوں کے احوال تو نہیں لکھے۔ بلکہ جہاں تک بس چلا صحت و صفائی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال۔ یعنی سنت کو جمع کیا۔ اور اکثر حدیثوں مثلاً بخاری کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں برکت اور نور ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہیں۔ مثلاً اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کی حدیث کیسی صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ مسیح تم میں سے ہوگا اور یہ عیسائیوں کا رد ہے۔ کیونکہ عیسائی فخر کرتے تھے۔ کہ عیسےٰ پھر آئے گا اور دین عیسوی کو بڑھائے گا۔ لیکن آنحضرتؐ نے سنایا۔ کہ ہم نے اس کو آسمان پر دیگر فوت شدہ لوگوں میں دیکھا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ جو آنے والا مسیح ہے۔ وہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ہوگا۔ غرض احادیث کے متعلق ایسا کلمہ نہیں بولنا چاہیئے۔ ہاں اس معاملہ میں غلوبھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس کو قرآن اور تعامل سے بڑھ کر سمجھا جائے بلکہ جو کچھ قرآن اور سنت کے مطابق حدیث میں ہو۔ اس کو مانا جائے۔ کیونکہ جب حدیث کی کتابیں نہ تھیں۔ تب بھی لوگ نمازیں پڑھتے تھے۔ اور تمام شعائر اسلام بجا لاتے تھے۔ پس قرآن شریف کے بعد تعامل یعنی سنت ہے۔ اور پھر حدیث ہے جو ان کے مطابق ہو۔

مولوی محمد حسین نے پہلے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں ایسا ہی ظاہر کیا تھا کہ جو لوگ خدا سے وحی اور الہام پاتے ہیں۔ وہ اپنے طور پر براہ راست احادیث کی

اخبار احمدیہ

طلباء کے والدین کو اطلاع

تمام والدین اور سرپرستان طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مدرسہ ۷ر اگست سے بند ہوگیا ہے اور چھ ہفتہ کی موسمی تعطیلات ختم ہونے کے بعد ۲۰ر ستمبر بروز ہفتہ کو باقاعدہ کھل جائے گا۔ والدین کوشش کریں۔ کہ بچے باقاعدہ وقت مقررہ پر واپس پہونچ جائیں۔ تاکہ ان کی تعلیم میں حرج نہ ہو۔ دیگر والدین بھی جو اپنے بچوں کو بھیجنا چاہیں۔ ۲۰ر ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو انہیں باقاعدہ سرٹیفکیٹوں کے ساتھ بھجوا دیں۔ ابتداء میں دو ماہ کا خرچ داخل کرنا پڑتا ہے

خاکسار محمد الدین۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

اعلان

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قادیان کے ساتھ الحاق کے متعلق جن جماعتوں کے نوجوانوں کی اطلاعات اب تک آچکی ہیں۔ ان میں سے جنہیں جواب نہ پہونچا ہو۔ وہ بواپسی خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ فوراً مطلوبہ ہدایات اور قواعد بھجوائے جائیں۔

خاکسار محمد یار۔ مولوی فاضل۔ پریذیڈنٹ ینگ مین ایسوسی ایشن قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱) نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب (جو سابقون الاولون میں سے ہیں) پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ احباب ان کی صحت کامل کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ خادم عرفانی

(۲) میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی بیمار ہیں۔ اور تبدیل آب و ہوا کے لئے کوہ مری تشریف لے گئے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

میرا لڑکا عزیز مبشر احمد بھی بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد سعید

(۳) میں رائل ملٹری کالج سینڈ ہرسٹ میں ملٹری ٹریننگ کی غرض سے عرصہ دو سال کیلئے انگلستان جا رہا ہوں۔ بزرگان سلسلہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ میاں احیاء الدین بیتا در

(۴) بندہ ان دنوں ریلوے سیلیکشن میں شامل ہونے والا ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ بندہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار منظور احمد خاکی

(۵) خاکسار کی اہلیہ اور بچہ بیمار ہیں۔ نیز خود خاکسار بھی بعض تفکرات دنیاوی میں مبتلا اور پریشان حال ہے۔ لہذا سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگان سلسلہ اور میرے قدیم واقف حال دوستوں سے عرض ہے۔ کہ درد دل سے اپنے خاص اوقات میں دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ عاجز سید صمصام الدین احمد کو ہیمی سوگھڑہ

اعلان نکاح

(۱) حسن خاں صاحب ولد عبد الرزاق خاں صاحب پٹھان ساکن کراچی کا نکاح ناظر بیگم صاحبہ بنت مرزا ولایت بیگ صاحب مرحوم ساکن قادیان کے ساتھ بوکالت شیخ یعقوب علی صاحب ۵۰۰۔ روپیہ مہر پر مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ۶ر جون کو پڑھا۔ مبارک ہو۔

ناظر امور عامہ قادیان۔

(۲) ۳۰۔ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو بٹالہ میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عزیزہ فرخندہ بیگم صاحبہ بنت قبلہ شیخ فضل حق خاں صاحب بٹالوی کا نکاح عزیز عطاء الرحمن ابن بابو محمد افضل صاحب بٹالوی سے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ ریکارڈ محفوظ رکھنے کی خاطر اب اعلان کیا جاتا ہے۔ خاکسار فضل الرحمن حکیم

(۳) مسمی خلیل احمد کا نکاح مسماۃ حوا ہمشیرہ مولوی عبد الرزاق صاحب سے بعوض حق مہر دو صد ۱۰ر ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء کو پڑھا گیا۔

محمود خاں سیکرٹری انجمن احمدیہ نودھران

ولادت

خدا تعالیٰ نے مجھے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کلیم اللہ رکھا ہے۔ جملہ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولود کو مخلص احمدی۔ خادم دین اور مبلغ اسلام بنائے۔

خاکسار غلام محمد از مچھرالہ۔

جماعت احمدیہ شیخوپورہ کی تبلیغی مساعی

شیخوپورہ کی ایک عیدگاہ میں جس کے متولیوں میں سے ایک قاضی کلیم اللہ صاحب احمدی ہیں۔ نماز اور درس القرآن ہوتا ہے۔ احناف نے ایک دیوبندی مولوی قمر علی صاحب کو اپنے ہاں بلایا۔ تاکہ وہ ہمارے مقابل ہمارے درس کے وقت عیدگاہ میں درس دیا کریں۔ مگر چند ہی روز میں احناف کے اندرونی اختلافات سے تنگ آکر وہ صاحب چلے گئے۔ اور ان کی جگہ ایک صاحب مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانوی آئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دو تین لیکچر دئے۔ ہماری درخواست پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لائے۔ اور فیصلہ یہ ہوا۔ کہ مولوی نور حسین صاحب اہلحدیث اور مولوی غلام رسول صاحب ختم نبوت پر اپنے اپنے عقائد کے مطابق لیکچر دیں۔ چنانچہ ۳ر اگست کی شام کو لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہر فرقے کے لوگ جمع ہوئے۔ پہلے مولوی نور حسین صاحب کی تقریر ہوئی۔ جب مولوی غلام رسول صاحب کی باری آئی۔ تو مولوی عبد العزیز صاحب اتنی بات سنکر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ اُٹھ کر چلے گئے۔ مولوی نور حسین صاحب اور مولوی امین الحق صاحب نے اگلے دن دو دفعہ ان دلائل کو توڑنے کی ناکام کوشش کی عصر سے مغرب تک کوارڑوں میں۔ اور مغرب کے بعد قریباً بارہ بجے تک ہمارے جلسہ گاہ کے قریب۔

مولوی نور حسین صاحب نے حضرت اقدس کے چند حوالے اس بارہ میں پیش کئے۔ کہ میں مدعی نبوت نہیں۔ پھر حدیث لانبی بعدی پیش کی۔

مولوی غلام رسول صاحب نے اپنی تقریر میں اول تو لایمسہ الا المطہرون کے ماتحت تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ پھر فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے کلام کے متعلق خود فرمایا ہے۔ جہاں جہاں میں نے نبی اور رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ صرف ان معنوں میں کیا ہے۔ کہ میں کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہیں لایا۔

غرض مولوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تین گھنٹے نہایت مدلل اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ خاکسار عطا محمد سیکرٹری تبلیغ شیخوپورہ

ایک سرکاری ملازم کی حوصلہ افزائی کی ضرورت

دریائے چناب پر طالب والا مقام کے نزدیک لاہور۔ سرگودھا سڑک پر ایک کشتیوں کا پل ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے وہاں ایک اوورسیر محکمہ پبلک ورکس کی طرف سے متعین ہوتا ہے۔ ۹ر اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو جب اچانک دریا میں سخت طغیانی آگئی جس کی اطلاع بذریعہ تار بھی قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد مل سکی ۔ اوورسیر مذکور نے نہایت جانفشانی سے کام لیکر حفاظت کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسی اثنا میں جب پانی کا زور بہت بڑھ گیا۔ اور پل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تو اوورسیر مذکور معہ عملہ موت کے منہ میں آگیا۔ ایک بے ہوش ہوگیا جسے ملاحوں نے بڑی مشکل سے بچایا۔ اور بھی کئی آدمی جو تیرنا نہ جانتے تھے سخت خطرہ میں تھے۔ لیکن جونہی اوورسیر مذکور کو ہوش آیا۔ اس نے اپنے ماتحت عملہ کو بچانے کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اور تمام آدمی جن کی تعداد ۴۴ تھی۔ اس کی دوڑ دھوپ سے بچائے گئے۔ اوورسیر مذکور نے جس جانفشانی سے اپنی جان پر کھیل کر یہ قابل تعریف کام کیا۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ حکام بالا اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ اور ملازموں کو بھی خطرہ کے وقت اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے کی جرأت ہو۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

کانگریس والوں کی خیال آرائیوں کا حشر

آئینی تصفیہ کے موقعہ سے فائدہ اٹھایا جائے

باوجود اس کے کہ سر سپرو اور مسٹر جیکار نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ صلح کے لئے جو تگ و دو کر رہے ہیں۔ وہ نہ تو گورنمنٹ کے ایما سے ہے۔ اور نہ کسی پارٹی کی طرف سے۔ اور باوجود اس کے کہ لارڈ رسل نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوس آف لارڈز میں کہدیا تھا۔ ہم نے ان دونوں اصحاب کو گاندھی جی کے پاس نہیں بھیجا۔ انہوں نے ان سے ملنے کی درخواست کی۔ اور ہم نے منظور کر لی۔ پھر بھی کانگریسی اخبارات نے یہی ظاہر کیا۔ کہ گورنمنٹ کانگریس کے آگے ہتھیار ڈال کر صلح کی گفتگو کرا رہی ہے۔

مسلمانوں کو طعنے

اس پر ایک طرف تو مسلمانوں کو اس قسم کے طعنے دئے گئے ہیں۔ کہ کانگریس کی تحریک سے علیحدہ رہنے کا نتیجہ دیکھ لیں۔ گورنمنٹ نے سر سپرو اور مسٹر جیکر کو گاندھی جی سے صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کسی مسلمان کو پوچھا بھی نہیں۔

گاندھی جی کی خیالی فتح

دوسری طرف اس گفتگو کو "مہاتما گاندھی کی فتح" "گورنمنٹ جھک گئی" "کانگریس کی شاندار کامیابی" قرار دیا گیا۔

کانگریسیوں کے سارے شور و شر کی بنیاد اس قسم کی خیال آرائیوں پر تھی۔ کہ

"اگر سر تیج بہادر اور مسٹر جیکر ویسے ہی کورے ہوتے جیسے کہ وہ اپنے تئیں ظاہر کر رہے ہیں۔ تو مہاتما گاندھی ان سے کہہ سکتے تھے۔ کہ جب فریق مخالف (گورنمنٹ) کی طرف سے آپ کو وکالت نامہ نہیں دیا گیا۔ تو ہمارے پاس آپ کا ایلچی بن کر آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کے بعد حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کچھ پیش کرنے کو تیار نہیں۔ تو پسے کو پیسنے سے کیا حاصل" (پرتاپ ۲ اگست)

مطلب یہ کہ سر سپرو اور مسٹر جیکار نے جو یہ کہا۔ کہ ان کی بات چیت گورنمنٹ کے کسی ایما سے نہیں۔ یہ درست نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو گاندھی جی ان سے بات ہی نہ کرتے۔ اور صاف کہدیتے۔ کہ جب گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو وکالت نامہ ہی نہیں دیا گیا۔ تو ہمارے پاس ایلچی بن کر آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ چونکہ گاندھی جی نے یہ نہ کہا۔ بلکہ خوب کھل مل کر گفتگو کی۔ اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ مسٹر جیکار اور سر سپرو گورنمنٹ کے بھیجے ہوئے ایلچی۔ اور اس کی طرف وکالت نامہ لے کر گئے تھے۔ اور یہ گورنمنٹ کی شکست اور کانگریس کی فتح یابی۔ یا گاندھی جی کی کامیابی۔ اور وائسرائے کی ہزیمت ہے۔

بلاوجہ خیال آرائی

سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک طرف گورنمنٹ کے اس قسم کے صاف اور واضح اعلانات کے باوجود کہ ایسے اشخاص کے ساتھ جن کا علانیہ مقصد یہ ہو۔ کہ وہ ملک کی جائز قائم شدہ حکومت ناممکن بنا دیں۔ کسی قسم کی گفتگو کئے جانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری گورنمنٹ کے خلاف اپنی خلاف قانون سرگرمیوں میں کسی قسم کی کمی لانے کے بغیر کیوں اس قسم کے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دیگئی۔ کیوں اتنی بلند امیدیں قائم کی گئیں۔ اور کیوں آپے سے باہر ہو کر مسلمانوں کو کانگریس کی خیالی کامیابی سے مرعوب کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کانگریس والوں کی آنکھیں کھل گئیں

بہرحال کانگریس والوں نے وہ کچھ سمجھا جس کی کچھ حقیقت نہ تھی۔ اور ایسے مقام پر اپنے آپ کو قرار دیا۔ جو ان کی رسائی سے بہت دور تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب وہ یکلخت دھڑام سے نیچے آ رہے۔ اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ تب انہیں معلوم ہوا وہ ایسا خواب دیکھ رہے تھے۔ جس کی کوئی تعبیر نہیں۔ اور وہ ایسی دنیا میں اپنے آپ کو سمجھ رہے تھے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ چنانچہ وہی لوگ جو کل تک کانگریس کی شاندار کامیابی۔ اور گورنمنٹ کی شکست کے راگ گا رہے تھے۔ آج منہ بسور کر کہہ رہے ہیں کہ زیادہ تو الگ رہا۔ انہوں نے "کم از کم" جو کچھ سمجھا تھا۔ وہ بھی پورا نہ ہوا۔ اور گورنمنٹ بال بھر بھی اپنے مقام سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ چنانچہ پرتاپ (۵ اگست) لکھتا ہے:۔

"سمجھا یہ گیا تھا۔ کہ کم از کم اس وقت جبکہ سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر گورنمنٹ اور کانگریس کے درمیان صلح کرانے کی ایک سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ سرکردہ اصحاب پر ہاتھ نہ ڈالا جائیگا لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ پولیس نے سردار پٹیل۔ مسٹر شروانی اور پنڈت مدن موہن مالوی پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ اور کس جرم میں؟ وہ ایک جلوس کے ساتھ تھے۔ جو ممنوعہ رقبہ میں جانا چاہتا تھا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کانگرس والوں نے گورنمنٹ کے متعلق جو خیال آرائیاں کی تھیں۔ وہ بادر ہوا ثابت ہوئیں اور ہونی بھی چاہیئے تھیں۔ کیونکہ انہوں نے سر سپرو اور مسٹر جیکر کی تگ و دو کے متعلق یہ نہایت غلط نتیجہ نکالنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ کہ گورنمنٹ گاندھی جی کی قانون شکنی کے آگے جھک گئی ہے۔ اور قانون شکنوں کے پاس صلح کے لئے اپنے ایلچی بھیجنے پر مجبور ہو گئی ہے

آئینی صورت اختیار کی جائے۔

حالانکہ گورنمنٹ نے کانگریس والوں کو ایک بار اور موقعہ دیا کہ وہ ملک کو تباہی اور بدامنی میں مبتلا کرنے کی بجائے آئینی طریق پر کاربند ہوں۔ اب بھی گورنمنٹ اس پہلو سے کافی وسعت حوصلہ سے کام لے رہی ہے۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے گاندھی جی اور دونوں نہروؤں کو ایک جگہ اکٹھے ہو کر مشورہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا کانگرس والوں کا کام ہے۔ ورنہ وہ دیکھ ہی چکے ہیں۔ کہ ان کی خلاف قانون کارروائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے گورنمنٹ پوری طرح تیار ہے۔ اور جب تک وہ اس روش پر قائم رہیں گے۔ گورنمنٹ کو انسدادی کارروائیاں کرنے پر مستعد پائیں گے۔

صلح کر لینی چاہیئے

ہم نے اوپر کے مضمون میں کانگریس والوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی تباہ کن سرگرمیوں سے دستکش ہو کر سمجھوتہ کی طرف جھکیں۔ اور اس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے جو موقعہ دیا جا رہا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہی بات اب کانگرس کے حامی اخبار بھی کہنے لگے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے۔ کہ موجودہ تحریک

قانون شکنی منزل مقصود تک پہنچانے سے قاصر ہے۔ چنانچہ "پرتاپ" (۸ / اگست) لکھتا ہے:۔

"جھکنا ہندوستان کو بھی پڑے گا۔ کیونکہ موجودہ جنگ فیصلہ کن منزل تک نہیں پہنچتی"۔

اور مشورہ دیتا ہے:۔

"لیبر گورنمنٹ کی زبردست خواہش ہے۔ کہ ہندوستان کی طرف سے گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ نہ ہو۔ اور وہ سمجھوتہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر یہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو صلح میں شاید دیر لگ جائے۔ اس لئے صلح کر لینی چاہیئے"۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ کانگریس کی ناکامی کانگریس والوں پر بھی واضح ہو چکی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ سے سمجھوتہ کر لینا ضروری سمجھا جا رہا ہے۔ آخر بات اسی مرحلہ پر ختم ہوگی۔ لیکن یہ وقت مسلمانوں کے لئے بے حد نازک ہوگا۔ مسلمانوں کو ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ کانگرس سے کوئی سمجھوتہ کرتے وقت ان کے حقوق کو نظر انداز نہ کر سکے:۔

گول میز کانفرنس اور ہندو

ایک طرف ہندوؤں کا وہ زور شور ملاحظہ کیجئے۔ جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے خلاف دکھا رہے۔ اور اس کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ سن لیجئے۔ کہ

"پنجاب ہندو سبھا اندر ہی اندر سرکار سے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ساز باز کر رہی ہے"۔

یہ راز کسی غیر نے نہیں۔ بلکہ ہندو سبھا کے بہت بڑے حامی "پرتاپ" (۷ / اگست) نے افشا کیا ہے۔ اور اس وقت کیا ہے۔ جبکہ ہندو سبھا کو اپنے منشا کے مطابق سرکار سے ساز باز کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ بھی بائیکاٹ کی دھمکی دینے پر اتر آئی۔ اگر اندر ہی اندر ساز باز کرتے ہوئے اسے کامیابی ہو جاتی۔ تو پھر نہ اُسے کانفرنس کو بائیکاٹ کرنے کی دھمکی دینے کی ضرورت پیش آتی۔ نہ "پرتاپ" اس کی مخالفت کی ضرورت سمجھتا:۔

یہ حکومت سے ہندوؤں کی۔ ایک ساز باز کا راز منکشف ہؤا ہے۔ نہ معلوم اور کس قدر ساز باز ہو رہے ہونگے:۔

سچے آریہ کا جیون

"پرکاش" (۱۰ / اگست) ایک "پرسدھ آریہ" کا ذکر کرتا ہؤا لکھتا ہے:۔

"باوجود اس قدر متمول ہونے کے عمر بھر بواہ نہیں کیا۔ اور ایک سچے آریہ کا جیون ونیت کرتے رہے"۔

اگر "سچے آریہ کا جیون" اسی طرح "ونیت" ہوتا ہے۔ کہ باوجود شادی کرنے کی استطاعت رکھنے کے "عمر بھر بواہ" نہ کیا جائے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جو آریہ بواہ کرتے اور سنتان پیدا کر کے آریوں کی آبادی میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔ وہ سچے آریہ کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ بانی آریہ سماج کے عملی نمونہ اور خاص تعلیم کے لحاظ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی سچے آریہ کو بواہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ساری عمر برہم چریہ کا پالن کرنا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ آریہ اپنے سوامی کے دیگر کئی ایک احکام کی طرح اس امر کو بھی پس پشت ڈال چکے ہیں۔ اور نہ صرف کنوارے لڑکے لڑکیوں کی شادیاں کرتے ہیں۔ بلکہ بیوہ عورتوں کو بھی دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں:۔

یہ ان لوگوں کی حالت ہے۔ جو آئے دن یہ اعلان کرتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام دنیا کے لئے قابل عمل مذہب نہیں۔ بلکہ ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہے۔ اور نہیں۔ تو آریہ سماجی عمر بھر بواہ نہ کر کے ہی سچے آریہ بن کر دکھا دیں:۔

احمدیوں کے بڑھے ہوئے حوصلے

مغربی افریقہ کے احمدیوں نے برطانوی اخبارات کے نام جو تار دیا ہے۔ اور جسے ہم "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔ اس کا ذکر کرتا ہوا "پرکاش" (۱۰ / اگست) لکھتا ہے:۔

"اس میں تو خود مختاری کے خواب کی ہی بو آتی ہے۔ اور یہ ان کے بڑھے ہوئے حوصلوں کی دلیل ہے"۔

تعجب ہے۔ جو لوگ بقول خود خود مختاری حاصل کرنے کے لئے "جنگ" میں مصروف ہیں۔ اور جو اس کے لئے قانون شکنی جائز سمجھتے ہیں۔ انہیں دوسروں کے "خود مختاری کے خواب کی بو" بھی اچھی نہیں لگتی۔ وہ اس سے ناک بھوں چڑھانے لگتے ہیں۔ اور احمدیوں کے بڑھے ہوئے حوصلوں کا شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالٰے کے فضل اور اس کے مامور کی تعلیم کے نتیجہ میں بے شک احمدیوں کے حوصلے اتنے بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ جن کی مثال کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ یہ بات اگر کسی کے لئے سوہان روح ہے۔ تو ہو۔ اگر کوئی اس آزار سے بچنا چاہتا اور اپنے سینہ میں بڑھے ہوئے حوصلے پیدا کرنے کا متمنی ہے۔ تو آئے احمدیت کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ اور احمدیت اس کا حوصلہ بڑھانے کا ذمہ لینے کے لئے تیار ہے:۔

کاش وہ بات جو غیروں کو احمدیوں میں نظر آ رہی اور مجبوراً ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کی سمجھ میں آ جائے۔ اور وہ احمدی بن کر اپنے اندر وہی حوصلہ پائیں۔ جو اشد ترین مخالفین سے بھی اعتراف کرا رہا ہے:۔

ایک اسلامی معاصر کی باخبری کا ثبوت

معاصر "انقلاب" (۱۰ / اگست) "ایک مقامی اسلامی معاصر کی بے خبری کی حد ہو گئی!" کا یہ ثبوت پیش کرتا ہے۔ کہ:۔

"ہمارا معاصر لکھتا ہے:۔ "۲۹ / جولائی کو جب سر آسٹن چیمبرلین نے دار العوام میں یہ سوال کیا۔ کہ کیا ان لوگوں کو بھی گول میز کانفرنس میں بلایا جائے گا۔ جو سول نافرمانی کی تحریک میں شریک ہیں۔ تو مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے جواب میں فرمایا۔ ہم اس معاملہ کے متعلق گفتگوئے صلح میں مصروف ہیں"۔ ہم نے ۲۹ - جولائی سے لے کر ۲ / اگست تک کا ایک ایک اخبار چھان مارا لنڈن کے تمام تار پڑھ ڈالے۔ دار العوام کی تمام بحثوں کا مطالعہ کر لیا۔ مگر محولہ بالا فقرہ کہیں نہ ملا"!

بالآخر مطالبہ کیا ہے۔ کہ:۔

"کیا ہمارا معاصر بتائے گا۔ کہ اس نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کا زیر بحث بیان کہاں سے حاصل کیا۔ اور کس بنا پر اسے صحیح اور از روئے روایت قابل قبول سمجھا جائے"۔

معلوم ہوتا ہے معاصر "انقلاب" نے باوجود ۲ / اگست تک کا ایک ایک اخبار چھان مارنے کے ۲ / اگست کے "پرتاپ" کا لیڈنگ ٹیلی نہیں پڑھا۔ جہاں یہی بات ان الفاظ میں درج ہے۔ کہ

"حال ہی میں مسٹر میکڈانلڈ نے پھر یہ کہا ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کے ساتھ گفت و شنید ہو رہی ہے"۔

یہ بیان مہاشہ کرشن نے اپنے نام سے شائع کیا ہے۔ اگر اتنی بڑی باخبر ہستی اور قابل وثوق ذریعہ معلومات پر اعتماد کر کے "انقلاب" کے بیان کردہ اسلامی معاصر نے اسے دوہرا دیا۔ تو اس پر بے خبری کا الزام کس طرح عائد ہو سکتا ہے:۔

مالوی جی کی گرفتاری اور رہائی

مالوی جی کو بمبئی میں مجمع خلاف قانون کا ممبر ہونے کی وجہ سے گرفتار کرنے کے بعد ایک سو روپیہ جرمانہ یا پندرہ روز قید محض کی سزا دی گئی تھی۔ لیکن ۸ / اگست سپرنٹنڈنٹ جیل نے مالوی جی سے کہدیا۔ کسی شخص نے آپ کا جرمانہ ادا کر دیا ہے۔ آپ جیل سے چلے جائیں۔ مالوی جی نے جرمانہ ادا کرنے والے کا نام پوچھا۔ مگر نام بتانے سے انکار کر دیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ انہیں جیل چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اس پر مالوی جی جیل سے باہر آ گئے:۔

اگر مالوی جی کو سزا دینے کی یہ غرض تھی۔ کہ گورنمنٹ کے خزانہ میں ایک سو روپیہ کا اضافہ ہو جائے تو خیر۔ ورنہ معلوم نہیں۔ انہیں گرفتار کرنے اور پھر جیل چھوڑنے پر مجبور کرنے کے ڈرامہ کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس طرح سزا دینے کی غرض کیونکر پوری ہو گئی۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

"اہلحدیث" کے ایک اعتراض کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر ہماری جماعت کی طرف سے جہاں دیگر متعدد شواہد قرآن و احادیث سے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی دلیل دی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین۔ اگر جھوٹ اور افترا سے کوئی شخص دنیا میں کھڑا ہو اور یہ کہے۔ مجھے خدا نے کھڑا کیا۔ اور اپنی وحی و الہام سے مشرف فرمایا حالانکہ امر واقعہ ایسا نہ ہو۔ تو ہم اُس کی رگِ حیات کاٹ دیتے ہیں۔ اور اُسے ہلاک اور برباد کر دیتے ہیں۔

خدا تعالٰے کے اس ارشاد سے یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ وہ شخص جو افترا سے کام لے۔ جو کذب بیانی سے دنیا میں اپنی ماموریت کا سکہ بٹھانا چاہے۔ اُسے قادر مطلق ذوالجلال اور ذوانتقام خدا اپنے صاعقہ سے جلد تر ہلاک کر دیتا ہے۔ تا دنیا اُس کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے۔ اور اُس کے پُر تزویر جال سے محفوظ رہے۔

یہ ربّانی قانون پیش کرتے ہوئے ہم غیر احمدی علماء و مناظرین سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ بتلاؤ۔ اگر سیدنا حضرت مرزا صاحب بقول شما مفتری اور کذاب تھے۔ تو کیوں خدا نے آپ کو اتنے لمبے عرصہ تک کامیاب و بامراد رکھا۔ حتٰی کہ اتنی لمبی زندگی دی۔ جو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے بھی دراز ہو گئی۔ کیا یہ اِس امر کا کھُلا ثبوت نہیں۔ کہ فی الواقع آپ خدا کے حضور سچے اور راست باز رسول ہیں۔

اس سوال کا جواب بالعموم مخالفین کی طرف سے سوائے "خاموشی" کے کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ اس صداقت کے پُرنور رُخ پر ظلماتی پردے اوڑھائے نہیں جا سکتے۔ اس دلیل کے ابطال کیلئے جھوٹے حربے کارگر نہیں ہو سکتے۔

مگر اہلحدیث جو ہمارے سلسلہ کا ناکام دشمن ہے لکھتا ہے "مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔ عرصۂ نبوت میں کل سات سال زندہ رہے۔ ۲۳ سال کہاں زندہ رہے۔" (یکم اگست)

یہ اعتراض جس قدر فرسودہ اور بیہودہ ہے۔ اُس کی حقیقت اس سے عیاں ہے۔ کہ معترض۔ نے نہ تو قرآن کریم کے الفاظ دیکھے اور نہ ہی اُن کا صحیح مطلب سمجھا۔ بلکہ اپنے خیال اور توہمات کو اس نے قرآن مجید کی طرف منسوب کر دیا۔

اصل قرآنی الفاظ یہ ہیں۔ لو تقوّل علینا بعض الاقاویل

اب تقوّل کے معنے کسی لغت میں تنبّاء کے نہیں۔ یعنی قرآن مجید میں یہ بیان نہیں۔ کہ اگر کوئی شخص جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو ہم اُسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ بلکہ یہ بیان ہے۔ کہ اگر ہم پر کوئی افترا باندھے۔ جھوٹے اور ناحق الہامات ہماری طرف منسوب کرے۔ تو ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ تقوّل باب تفعّل سے ہے۔ اور باب تفعّل کا یہ ایک خاصہ ہے۔ کہ وہ تکلف اور بناوٹ کے معنے دیتا ہے۔ پس تقوّل کے معنے اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہہ دینے کے ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کرے۔ اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دے۔ کہ مجھے یُوں الہام ہوا۔ تو ہم اسے تباہ کر دیتے ہیں۔

اب غور فرمایئے۔ اِس آیت کے کون سے الفاظ سے یہ مفہوم نکل سکتا ہے۔ کہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اگر اس جگہ نبوت کاذبہ کا مدعی مراد ہوتا۔ تو الفاظ قرآنی میں لو تنبّا ہوتا۔ مگر تقوّل کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خواہ کوئی شخص صرف الہام کا دعویٰ کرتا ہو۔ اور ماموریت کا مدعی ہو۔ مگر جھوٹا اور کاذب ہو۔ تو وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔

اب جبکہ یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن مجید کا یہ وعید کس قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ تو اہلحدیث کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کا دعویٰ ۱۸۸۰ء میں شائع کیا ہے۔ اس کے بعد آپؑ اٹھائیس ۲۸ سال تک زندہ رہے۔ جو تیئس ۲۳ سال سے ۵ سال زیادہ کا عرصہ ہے۔ بلکہ زبانی طور پر تو آپ اس سے بھی بہت پہلے اپنے الہامات کا ذکر کرتے رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک شعر میں بھی فرمایا ہے۔

تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ مَیں نے وحیٔ ربّانی سے پایا افتخار

اِس کے مطابق آپؑ دعویٰ الہام کے بعد ۳۵-۳۶ برس تک زندہ رہے۔ خدا نے آپ کو ہر گھڑی غلبہ دیا۔ ہر دن جو چڑھا۔ وہ آپ کے لئے اپنے ساتھ زیادہ برکات لایا۔ ہر رات جو آئی۔ وہ اپنے اندر خیر و خوبی کے سامان لے کر آئی۔ آپ نے ایک عربی شعر میں اپنی سابقہ اور موجودہ حالت کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

لفاظات الموائد کان اکلی
و صرتُ الیوم مطعام الاھالی

ایک وہ دن تھا۔ کہ دستر خوانوں کے ٹکڑے میرا کھانا ہوا کرتے تھے۔ یا آج وہ دِن ہے۔ کہ بڑے بڑے خاندان میرے دستر خوان پر پَل رہے ہیں۔ یہ خدا کی نصرت یہ نمایاں فتح۔ یہ فتح و ظفر کی کلید آپؑ کو کیوں حاصل ہوئی۔ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے اور کاذب تھے۔ اگر آپ خدائے پاک کی طرف سے نہیں تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ خدا آپ کو جلد تر اُٹھا لیتا۔ آپ کے سلسلہ کو اقطار عالم میں پھیلنے نہ دیتا۔ مگر ہوا کیا۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم ہی کیا ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ آج بھی ہر دن اپنے ساتھ ایسے سعید افراد لاتا ہے۔ جو آپکی غلامی میں داخل ہونا سعادتِ دارین تصوّر کرتے ہیں۔

پس یہ آیت آپؑ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ اور کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ کجا یہ کہ اس سے نعوذ باللہ آپؑ کی تکذیب ثابت ہو۔

ہاں اگر ہر دعویٰ پر ۲۳ سال زندہ رہنا ضروری ہے۔ تو نہ معلوم معترض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہینگے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین کا خطاب مدینے میں ملا۔ چنانچہ خاتم النبیین سُورۂ احزاب میں آپ کو کہا گیا۔ جو مدینہ میں اُتری۔ اور چھٹے سال میں اُتری جس کے صرف چار سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین قرار دو۔ کیونکہ آپؐ ۲۳ سال اس دعویٰ کے بعد زندہ نہیں رہے۔

ایسی بات کسی ہوشمند انسان کے مُنہ سے نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ حق یہ ہے۔ کہ اس آیت سے صرف یہ مقصود ہے۔ کہ جھوٹے الہام کا مدعی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدتوں سے الہام الٰہی کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد آپ اتنے لمبے عرصہ تک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرصۂ حیات سے بھی زیادہ ہے۔ زندہ رہے۔ کامیاب و بامراد رہے۔ ہر قدم آپ کا بلندی کی طرف اُٹھا۔ ہر ہاتھ آپکا کامرانی کی طرف بڑھا۔ خدا نے آپ کو دشمنوں پر غالب کیا۔ اور آپ کے معاندین کو تباہ و برباد کیا۔ خدا کا یہ معاملہ اس امر کا روشن ثبوت ہے۔ کہ آپ فی الحقیقت خدا کے نبی اور رسول ہیں؟ اِن فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہٗ قلبٌ او القی السمع وھو شہید

تعجب ہے۔ بجائے ایسے زبردست معیارِ صداقت سے رُشد حاصل کرنے کے اُلٹا انکار اور تکذیب پر جرأت کی جاتی ہے۔ بالکل ویسے ہی جسطرح پہلے انبیاء کے معاندین کا دستور رہا۔ انکے سامنے زبردست سے زبردست دلائل پیش کئے گئے۔ انکے مسلّمہ اصول سے صداقت ثابت کی گئی۔ مگر وہ مخالفت پر ہی اڑے رہے۔ اور آخر ناکام و نامراد ہدایت پانے کے بغیر دنیا سے اُٹھ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی جن لوگوں نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ انہیں اپنی مثل سابقہ لوگوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے:

ایک پادری صاحب کی کتاب "کلام حق" پر نظر

حال ہی میں پادری عبدالحق صاحب مسیحی مشنری نے ایک کتاب "کلام حق" تصنیف کی ہے۔ جسے ایم کے خان صاحب ناشر نے بغرض ریویو میرے پاس بھیجا ہے۔ ان کی فرمایش پر میں نے کتاب کو پڑھا۔

خلاصہ کتاب

ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ پادری صاحب موصوف نے احمدی مبلغین کے اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے تصنیف کیا ہے۔ اور جا بجا "آپ کے مسیح موعود" یا "آپ کے مرزا صاحب" یا "آپ کے مسیح قادیانی" وغیرہ الفاظ لکھ کر ہمیں مخاطب کیا ہے۔ اور کوشش کی ہے۔ کہ "تحریف بائبل" کے مضمون پر مجیب ہونے کی حیثیت سے وہ کچھ عہدہ برآ ہو سکیں۔ مگر افسوس کہ ان کی یہ سعی محض ناتمام رہی۔ بلکہ اُلٹی ان کے حق میں ایک کارگر حربہ ثابت ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ جس عظیم الشان دعویٰ کو آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے خدا تعالےٰ نے اہل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے بایں الفاظ ظاہر کیا تھا۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ لیشتروا بہٖ ثمناً قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (بقرہ - ۹) کہ اہل کتاب کی بُری عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے از خود کچھ لکھ لیتے ہیں۔ اور پھر اسے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ محض چند ٹکے کمانے کے لئے۔ سو اُن کی اس لکھائی پر افسوس اور اس کمانے پر بھی افسوس۔ آج تیرہ سو سال کے بعد پادری عبدالحق صاحب نے اس کی تصدیق کر دی۔ اور قرآن کی سچائی پر مُہر لگا دی۔ جبکہ لکھ دیا۔ "وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصّہ نہ تھے یا محض حواشی تھے۔ جو زمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھکر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر دیئے" (کلام حق صفحہ ۲۱) پھر لکھا۔ "ہم ـــ یہ دکھا دیتے ہیں۔ کہ وہ (مشکوک جملے) درحقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے۔ جو ایسی کتابوں کے مدتوں نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور پر متن میں راہ پا گئے۔ (ر صفحہ ۲۱)

پادری صاحب کا بھولا پن

مگر باوجود اس اعتراف حقیقت کے پھر بھی اس ازدیاد وزیادتی کو "تحریف" کا نام دینا پسند نہیں کرتے۔ اور کمال سادگی سے رقمطراز ہیں۔ "بنا بریں اُن (نقادین بائبل) کا مختلف سنین کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگا نہ تحریف" (صفحہ ۲۲) مگر واضح ہو۔ کہ پادری صاحب کی یہ محض خوش فہمی ہے۔ کیونکہ میں پادری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ "کلام حق" تصنیف کرتے وقت آپ نے جس کتاب کو مدنظر رکھا ہے۔ اور جس کتاب کی بیان کردہ ترتیب و تعداد آیات کے مطابق آپ نے آیات منسوخ شدہ کی ترتیب و تعداد رکھی۔ یعنی "احمدیہ نوٹ بک"۔ اسی میں "تحریف بائبل" کے لفظ کو ازدیاد۔ تنسیخ۔ تبدیلی۔ تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ تحریف۔ بعض آیات کو زائد کر دینے۔ بعض آیات کو حذف کر دینے۔ اور بعض آیات کے الفاظ کو تمام یا کچھ بدل دینے کا نام ہے۔ اور پھر یہ تینوں شقیں حوالجات کی بنا پر ثابت کی گئی ہیں۔

تحریف کے معنی

پھر "تحریف" کے معنی (لغت و اصطلاح دونوں میں) یہی ہیں۔ کہ ایک کلام کے معنی اپنی مرضی سے اصل معنوں کے خلاف بنا لینا ایک کلام جہاں چسپاں ہوتا ہے۔ وہاں چسپاں نہ کرنا۔ اور مختلف طریقوں سے اس کو اپنے مصداق سے علیحدہ کر دینا خواہ الفاظ زیادہ کرنے سے یا الفاظ کم کر دینے سے یا الفاظ بدل دینے سے ہو۔ خود قرآن کریم میں یحرفون الکلم۔ جن لوگوں کی شان میں آیا ہے۔ انہیں کے مختلف کارنامے متعلقہ بائبل کو بیان کر کے تحریف کی حقیقت واضح کر دی ہے (۱) مثلاً از خود لکھکر اسے بائبل کا جزو سمجھ لینا۔ لوگوں کو بھی یہی بتانا اور اسے بیچنا۔ (بقرہ رکوع ۹) (۲) کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ زبان سے ایسے طرز پر الفاظ کا ادا کرنا۔ کہ اس کے معنی بدل جائیں۔ (نساء ع) (۳) بائبل کے کچھ حصے سے بالکل غافل ہو جانا۔ اور کتاب کی تحریر میں خیانت کرنا۔ یعنی الفاظ کا کم و بیش کرنا۔ اپنی مرضی کے خلاف پا کر بعض احکام تورات کو عام لوگوں سے مخفی رکھنا۔ اور ان پر ظاہر نہ ہونے دینا۔ یہ مخفی کرنا خواہ تقریر سے ہو یا تحریر سے (۴) وہ کلام جو بائبل میں نہیں ہے۔ یعنی باطل ہے۔ اس کو بائبل میں شامل کر دینا (آل عمران) (۵) بعض عبرانی عبارتوں کو ایسی طرز پر بنا سنوار کر پڑھنا۔ کہ سامعین اسے بائبل کا جزو خیال کریں (آل عمران) ابن عباس مفسر اعظم نے یحرفون کے معنے یزیلون کئے ہیں۔ کہ اپنی جگہ سے کسی لفظ کو ہٹا دینا ہی تحریف ہے (بخاری)

پادری صاحب کی شہادت

پادری صاحب نے "موجودہ انجیل کی تواریخ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل بیان سپرد قلم کیا ہے۔ "واضح رہے۔ کہ انجیل مقدس کا جو نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کا یونانی متن پہلے پہل اراسمس نے ۱۵۱۶ء میں اور مختلف سنین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں۔ اور علاوہ ازاں اور بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے مزید تصحیح کر کے سہ بارہ ۱۵۲۲ء میں شائع کرایا۔ اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیمی نسخوں سے مقابلہ کر کے ۱۵۵۱ء میں طبع کرایا۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں۔ اور اسی متن کی بنا پر ہی انجیل کا پرانا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکاٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اسی متن کا ترجمہ موجود ہے" (کلام حق صفحہ ۲۱)

پادری صاحب۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ کہ اپنی ایسی زبردست شہادت سے ہمارے اعتراضات پر مُہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپ کی مندرجہ بالا تحریر سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) موجودہ نسخہ انجیل کا وہ ہے جسے متعدد بار مختلف قدیمی نسخوں سے ملا کر شائع کیا گیا ہے۔ (۲) پہلی تصحیح ۱۵۱۶ء پھر دوسری ۱۵۱۹ء پھر تیسری تصحیح ۱۵۲۲ء میں "مزید" ہوئی۔ (۳) پھر اس "آخری مزید تصحیح" کے بعد کچھ اور نسخے مل گئے۔ تو ۱۵۵۱ء میں صحیح ترین نسخہ طبع ہوا۔ اور یہی نسخہ ۱۸۸۱ء تک عیسائیوں میں کلام خدا کہلاتا رہا۔ (۴) پھر اور "قدیم نسخے" دستیاب ہو گئے۔ جو "معتبر" تھے۔ بھاری تعداد میں تھے۔ اُن سے مقابلہ کر کے اور ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں پھر ایک نسخہ شائع کیا گیا۔ (۵) اس آخری نسخہ کا اب ہمارے پاس ترجمہ موجود ہے"

چند سوالات

اس پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا جواب دینا ہر مسیحی کا فرض ہے۔ بالخصوص پادری عبدالحق صاحب کا۔

(۱) جب ۱۵۱۶ء سے لیکر ۱۸۸۱ء تک کی انجیل کا یہ حال ہے۔ کہ وہ پانچ دفعہ بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تصحیح ہوتی رہی

ایک پادری صاحب کی کتاب "کلام حق" پر نظر

حال ہی میں پادری عبدالحق صاحب مسیحی مشنری نے ایک کتاب "کلام حق" تصنیف کی ہے۔ جسے ایم کے خان صاحب ناشر نے بغرض ریویو میرے پاس بھیجا ہے۔ ان کی فرمائش پر میں نے کتاب کو پڑھا۔

خلاصہ کتاب

ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ پادری صاحب موصوف نے احمدی مبلغین کے اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے تصنیف کیا ہے۔ اور جابجا "آپ کے مسیح موعود" یا "آپ کے مرزا صاحب" یا "آپ کے مسیح قادیانی" وغیرہ الفاظ لکھ کر ہمیں مخاطب کیا ہے۔ اور کوشش کی ہے۔ کہ "تحریف بائبل" کے مضمون پر مجیب ہونے کی حیثیت سے وہ کچھ عہدہ برآ ہوسکیں۔ مگر افسوس کہ ان کی یہ سعی محض ناتمام رہی۔ بلکہ اُلٹی ان کے حق میں ایک کارگر حربہ ثابت ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جس عظیم الشان دعویٰ کو آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے خدا تعالےٰ نے اہل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے بایں الفاظ ظاہر کیا تھا۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (بقرہ-۹) کہ اہل کتاب کی بُری عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں سے از خود کچھ لکھ لیتے ہیں۔ اور پھر اسے خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ محض چند ٹکے کمانے کے لئے۔ سو اُن کی اس لکھائی پر افسوس اور اس کمانے پر بھی افسوس۔ آج تیرہ سو سال کے بعد پادری عبدالحق صاحب نے اس کی تصدیق کر دی۔ اور قرآن کی سچائی پر مُہر لگا دی۔ جبکہ لکھ دیا۔ "وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے۔ یا محض حواشی تھے۔ جو زمانہ ما بعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھکر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر دیئے" (کلام حق صفحہ ۲۱) پھر لکھا۔ "ہم ۔۔۔ یہ دکھا دیتے ہیں کہ وہ (مشکوک جملے) درحقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے۔ جو ایسی کتابوں کے مدتوں نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور پر متن میں راہ پاگئے۔ (ر صفحہ ۲۲)

پادری صاحب کا بھولاپن

مگر باوجود اس اعتراف حقیقت کے پھر بھی اس ازدیاد وزیادتی کو "تحریف" کا نام دینا پسند نہیں کرتے۔ اور کمال سادگی سے رقمطراز ہیں۔ "بنابریں اُن (نقادین بائبل) کا مختلف سنین کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگا نہ تحریف" (صفحہ ۲۲) مگر واضح ہو۔ کہ پادری صاحب کی یہ محض خوش فہمی ہے۔ کیونکہ میں پادری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ "کلام حق" تصنیف کرتے وقت آپ نے جس کتاب کو مدنظر رکھا ہے۔ اور جس کتاب کی بیان کردہ ترتیب و تعداد آیات کے مطابق آپ نے آیات منسوخ شدہ کی ترتیب و تعداد رکھی۔ یعنی "احمدیہ نوٹ بک"۔ اسی میں "تحریف بائبل" کے لفظ کو از دیاد۔ تنسیخ۔ تبدیلی۔ تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تحریف۔ بعض آیات کو زائد کر دینے۔ بعض آیات کو حذف کر دینے۔ اور بعض آیات کے الفاظ کو تمام یا کچھ بدل دینے کا نام ہے۔ اور پھر یہ تینوں شقیں حوالجات کی بنا پر ثابت کی گئی ہیں۔

تحریف کے معنی

پھر "تحریف" کے معنی (لغت و اصطلاح دونوں میں) یہی ہیں۔ کہ ایک کلام کے معنی اپنی مرضی سے اصل معنوں کے خلاف بنا لینا ایک کلام جہاں چسپاں ہوتا ہے۔ وہاں چسپاں نہ کرنا۔ اور مختلف طریقوں سے اس کو اپنے مصداق سے علیحدہ کر دینا خواہ الفاظ زیادہ کرنے سے یا الفاظ کم کر دینے سے یا الفاظ بدل دینے سے ہو۔ خود قرآن کریم میں یحرفون الکلم۔ جن لوگوں کی شان میں آیا ہے۔ انہیں کے مختلف کارنامے متعلقہ بائبل کو بیان کر کے تحریف کی حقیقت واضح کر دی ہے (۱) مثلاً از خود لکھکر اسے بائبل کا جزو سمجھ لینا۔ لوگوں کو بھی یہی بتانا اور اسے بیچنا۔ (بقرہ رکوع ۹) (۲) کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ زبان سے ایسے طرز پر الفاظ کا ادا کرنا۔ کہ اس کے معنی بدل جائیں۔ (نساء ع) (۳) بائبل کے کچھ حصے سے بالکل غافل ہو جانا۔ اور کتاب کی تحریر میں خیانت کرنا۔ یعنی الفاظ کا کم و بیش کرنا۔ اپنی مرضی کے خلاف پاکر بعض احکام تورات کو عام لوگوں سے مخفی رکھنا۔ اور ان پر ظاہر نہ ہونے دینا۔ یہ مخفی کرنا خواہ تقریر سے ہو یا تحریر سے (۴) وہ کلام جو بائبل میں نہیں ہے۔ یعنی باطل ہے۔ اس کو بائبل میں شامل کر دینا (آل عمران) (۵) بعض عبرانی عبارتوں کو ایسی طرز پر بنا سنوار کر پڑھنا۔ کہ سامعین اسے بائبل کا جزو خیال کریں (آل عمران)

ابن عباس مفسر اعظم نے یحرفون کے معنے یزیلون کئے ہیں۔ کہ اپنی جگہ سے کسی لفظ کو ہٹا دینا ہی تحریف ہی (بخاری)

پادری صاحب کی شہادت

پادری صاحب نے "موجودہ انجیل کی تواریخ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل بیان سپرد قلم کیا ہے۔ "واضح رہے۔ کہ انجیل مقدس کا جو نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کا یونانی متن پہلے پہل اراسمس نے ۱۵۱۶ء میں اور مختلف سنین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں۔ اور علےٰ ہذا اور بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے مزید تصحیح کر کے سہ بارہ ۱۵۲۲ء میں شائع کرایا۔ اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیمی نسخوں سے مقابلہ کر کے ۱۵۵۱ء میں طبع کرایا۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں۔ اور اسی متن کی بنا پر ہی انجیل کا پُرانا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہوگئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکاٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اسی متن کا ترجمہ موجود ہے" (کلام حق صفحہ ۲۱)

پادری صاحب۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ کہ اپنی ایسی زبردست شہادت سے ہمارے اعتراضات پر مُہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپ کی مندرجہ بالا تحریر سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) موجودہ نسخہ انجیل کا وہ ہے جسے متعدد بار مختلف قدیمی نسخوں سے ملا کر شائع کیا گیا ہے۔ (۲) پہلی تصحیح ۱۵۱۶ء پھر دوسری ۱۵۱۹ء پھر تیسری تصحیح ۱۵۲۲ء میں "مزید" ہوئی۔ (۳) پھر اس "آخری مزید تصحیح" کے بعد کچھ اور نسخے مل گئے۔ تو ۱۵۵۱ء میں صحیح ترین نسخہ طبع ہوا۔ اور یہی نسخہ ۱۸۸۱ء تک عیسائیوں میں کلام خدا کہلاتا رہا۔ (۴) پھر اور "قدیم نسخے" دستیاب ہوگئے۔ جو "معتبر" تھے۔ بھاری تعداد میں تھے۔ اُن سے مقابلہ کر کے اور ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں پھر ایک نسخہ شائع کیا گیا۔ (۵) اس آخری نسخہ کا "اب ہمارے پاس ترجمہ موجود ہے"۔

چند سوالات

اس پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا جواب دینا ہر مسیحی کا فرض ہے بالخصوص پادری عبدالحق صاحب کا۔

(۱) جب ۱۵۱۶ء سے لیکر ۱۸۸۱ء تک کی انجیل کا یہ حال ہے۔ کہ وہ پانچ دفعہ بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تصحیح ہوتی رہی

اور جب کبھی کوئی قدیم نسخہ مل گیا۔ اسی وقت پہلی انجیل کی تصحیح شروع ہوگئی۔ اور کانٹ چھانٹ کرکے "ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بہایت احتیاط کے ساتھ پاک" کی جاتی رہی۔ تو نہ معلوم کس قدر آیات و ابواب کا ردّ و بدل ہوتا رہا۔ اور خدا جانے کونسی آیات منسوخ ہوکر خارج کی جاتی ہونگی۔ اور کونسی زائد کی جاتی ہونگی۔ اور کون کونسی آیات بدل دی جاتی ہونگی۔ اس اندازہ کو مدنظر رکھ کر کیوں نہ قرآن کریم پیمان تازہ ہو جس نے چھٹی صدی عیسوی میں ہی دعویٰ کیا تھا کہ اہل کتاب کا یہ حال ہے اور آئندہ ہوگا۔

(۲) جب ۶۵ ۳ سال میں اتنی کتر و بیونت ثابت ہوگئی۔ یا اس میں تغیر و تبدیلی ہو چکی۔ تو خدا جانے ۱۵۱۶ء کی پہلی تصحیح تک اس پر کس قدر مظالم تصحیح ڈھائے گئے ہونگے۔ اور نادان دوستوں نے کس قدر خیر خواہی کی ہوگی۔ کن کن بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرنے۔ کن کن غیر یہودی قوموں کو اپنے اندر ملانے کیخاطر کس کس آیت کو بدلا ہوگا۔ اور مسیحی فرقوں نے آپس کی تُو تُو مَیں مَیں اور خطرناک بحث کی خاطر نہ معلوم کس حد تک انجیل پر حملے کئے ہونگے۔ ان مظالم۔ "ہمدردیوں" اور کتر و بیونت تحریف وغیرہ کا خیال کرکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور بے اختیار الامان الحفیظ زبان سے نکلتا ہے۔

(۳) کیا ۱۸۸۱ء کے بعد اب تک کوئی قدیمی نسخہ نہیں ملا۔ جس کی بناء پر پھر انجیل مقدس میں "مزید تصحیح" کرنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔ اور اُسے "کمال احتیاط سے پاک کرنے" کی مجبوری لاحق ہوتی ہو۔

(۴) اگر کوئی نسخہ قدیمی ملا تو تھا۔ مگر اسے غیر معتبر سمجھا گیا۔ تو سوال ہوگا۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ بقیہ قدیم نسخے تو معتبر ہوکر انجیل کی "مزید تصحیح" کا باعث ہوسکیں۔ لیکن ۱۸۸۱ء کے بعد اگر کوئی نسخہ قدیم ملے۔ جو پہلے قدیم قرار دادہ نسخوں سے زیادہ قدیم ثابت ہو۔ تو اسے غیر معتبر ہی قرار دیا جائے۔ اور اس کی بناء پر "مزید تصحیح" اور "نہایت احتیاط سے پاک" کرنے کی ضرورت نہ سمجھی جائے؟

(۵) ان جملہ تصحیحات کو (جو محض ۵ ۶ ۳ سال کے اندر وقوع پذیر ہوئیں) مدنظر رکھتے ہوئے احتمال قوی ہے۔ کہ نئی تحقیقات اور جدید کوششوں کی بناء پر ضرور ایسے نسخے مل جائیں۔ جن کی وجہ سے "مزید تصحیح" کی ضرورت پڑے۔ اس زبردست احتمال کو مدنظر رکھتے ہوئے اب اگر کوئی یہ یقین رکھے۔ کہ جو کتاب آج تک سینکڑوں مرتبہ بدلی ہے۔ اور آئندہ بھی بدلتی رہے گی۔ اس لئے یہ اصلی کتاب نہیں ہے۔ اور یہ کہے۔ کہ موجودہ بائبل ہرگز الہامی اور قطعًا اعتبار کے قابل نہیں۔ تو وہ حق بجانب ہوگا یا نہیں۔

پادری صاحب کی اپنے مذہب سے ناواقفیت

مجھے اکثر مرتبہ پادری صاحب سے ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ ہمیشہ مَیں نے ان پر یہی ثابت کیا ہے۔ کہ آپ اپنی مذہبی کتاب سے محض ناواقف ہیں۔ اب بھی میں ثابت کرتا ہوں۔ کہ یا تو پادری صاحب دھوکا دیتے ہیں۔ اور غلط بیانی عمدًا کرتے ہیں۔ یا اپنی کتاب اور اپنے مذہب سے اجنبی محض ہیں۔ کیونکہ وہ عبارت جو "موجودہ انجیل کی تواریخ" کے عنوان کے ماتحت کلام حق ص۲۳ پر پادری صاحب مذکور نے درج کی ہے۔ اس میں صاف اقرار ہے۔ کہ رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہوگئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط سے پاک کرکے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا ہے۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے۔"

میں تمام مسیحی دوستوں سے اور پادری عبدالحق صاحب سے بالخصوص درخواست کروں گا۔ کہ مندرجہ بالا عبارت غور سے دیکھیں۔ اور بتائیں۔ کیا موجودہ کلام مقدس واقعی اُسی کلام مقدس کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۸۸۱ء میں "چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط سے پاک کرکے" شائع کی گئی تھی۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی سے پوچھئے۔ کہ اس نے کیوں اُسے ناپاک ثابت کیا۔ اور کیوں ۱۹۰۴ء کے بعد یعنی ۱۸۸۱ء کے ۲۳ سال بعد پھر اُسے پاک کرنے کے لئے پوری ۲۷ آیتوں میں تبدیلی کی؟ بالخصوص انجیل میں سے سترہ ۱۷ آیتوں کو کیوں حذف کردیا۔ ہر طرح کی "پاک" کردہ کتاب میں سے ۱۷ آیتیں کیوں ۱۸۸۱ء کے بعد کم کردیں۔ اور کیوں لوگوں کو یہ موقعہ دیا۔ کہ وہ ۱۸۸۱ء والی پاک شدہ کو ناپاک کہیں۔

ایک طرف پادری صاحب کا بیان پڑھئے جو موجودہ کلام مقدس کو ۱۸۸۱ء کا ترجمہ بتاتے ہیں۔ دوسری طرف ۱۹۰۴ء سے پہلے کی شائع شدہ ایک انجیل کو اور ۱۹۰۴ء کے بعد کی شائع شدہ ایک انجیل کو لیکر آپس میں مقابلہ کیجئے۔ صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ علاوہ الفاظ بدل دینے گئے ۱۷ آیات ایسی ملیں گی جو ۱۹۰۴ء سے پہلے موجود تھیں۔ مگر بعد کی شائع شدہ کتابوں میں سے اُڑا دی گئیں۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پادری عبدالحق صاحب کا یہ کہنا۔ کہ موجودہ ترجمہ ۱۸۸۱ء والی نہایت صحیح شدہ انجیل کا ہی کہاں تک درست ہے۔ یقینًا یا تو عمدًا غلط بیانی کرکے انہوں نے دھوکا دیا۔ یا پھر اپنی مذہبی کتاب سے بالکل اجنبی اور ناواقف محض ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں ان کی کتاب کی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ بالکل فضول ہو جاتا ہے۔

(خاکسار:۔ غلام احمد مجاہد)

امام ابن حزمؒ اور وفات مسیحؑ

رسالہ معارف کے ماہ مارچ گذشتہ کے نمبر میں ایک مفصل مضمون امام ابن حزمؒ کی ایک نادر کتاب موسوم المحلّٰی پر شائع ہوا ہے۔ جس کے ایک حصّے کا خلاصہ ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے:۔

امام موصوف لکھتے ہیں:۔

ان عیسٰے علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاہ اللّٰہ تعالیٰ عز وجل ثم رفعہ الیہ وقال عز وجل (وما قتلوہ وما صلبوہ) وقال تعالیٰ (انی متوفیک ورافعک الیّ) وقال اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ قال (وکنت علیھم شہیدًا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علٰی کل شیء شہید) وقال تعالیٰ (اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا) فالوفاۃ قسمان نوم وموت فقط ولم یرد عیسٰے علیہ السلام بقولہ (فلما توفیتنی) وفاۃ النوم فصح انہ انما عنی وفاۃ الموت ومن قال انہ علیہ السلام قتل او صلب فھو کافر مرتد حلال دمہ ومالہ لتکذیبہ القرآن وخلافہ الاجماع۔ (صفحہ ۲۳)

اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

عیسٰے علیہ السلام نہ تو مقتول ہوئے۔ اور نہ انکو پھانسی دی گئی بلکہ خدا نے اُنکو وفات دی۔ اور پھر اُنکو اپنی طرف اُٹھالیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ (نہ تو یہودیوں نے عیسٰےؑ کو قتل کیا۔ اور نہ سُولی دی) اور حضرت عیسٰےؑ کو خطاب کرکے فرماتا ہے۔ کہ (میں تجھکو وفات دینے والا ہوں۔ اور تجھکو اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں) اور خدا عیسٰےؑ کا قول نقل کرتا ہے۔ کہ انہوں نے عرض کیا۔ کہ (اور میں اُن پر گواہ تھا۔ جب تک میں اُن میں تھا۔ اور پھر جب تُونے مجھے وفات دیدی۔ تو تُو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔) اور خدا فرماتا ہے۔ کہ خدا وفات دیتا ہے۔ جانوں کو ان کی موت کے وقت) اور جو نہیں مرتی ان کو نیند کے وقت۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے قول (جب تُونے مجھے وفات دی) سے نیند کی وفات مراد نہیں لی۔ تو صحیح یہ ہے۔ کہ انہوں نے موت کی وفات مراد لی۔ اور جو یہ کہے کہ وہ قتل ہوئے یا سُولی پائے وہ کافر ہے مُرتد ہے۔ اسکا خون اور مال حلال ہے کہ وہ قرآن کو جھٹلاتا اور اجماع کی مخالفت کرتا ہے۔

اِس کے بعد ایڈیٹر معارف تحریر فرماتے ہیں "اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرسیّد مرحوم سے پہلے بھی کچھ علماء اس مسئلہ میں اُن کے ہم آہنگ گزرے ہیں۔ اور آج کل جو لوگ اس مسئلہ کو کفر و اسلام کا معیار بنا رہے ہیں۔ وہ افراط و تفریط میں مبتلا ہیں":

(خاکسار:۔ دوست محمد مجاز آف جام پور)

ڈاکٹر محمد علی خان صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی

آہ میں نہایت ہی رنج وقلق کے ساتھ لکھ رہی ہوں۔ کہ میرے نہایت ہی شفیق والد صاحب ۱۱ رجون بوقت ساڑھے سات بجے اس ناپائیدار دنیا کو الوداع کہہ گئے۔ اگرچہ بیمار تو عرصہ سے تھے۔ لیکن اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے روح پرواز کر گئی۔ اور ہم آٹھ بہنوں بھائیوں اور ایک والدہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ بڑا علاج معالجہ کیا۔ لاہور بھی علاج کے واسطے میو ہسپتال میں لے گئے۔ وہاں سے ۲۵ ر اپریل اپنے وطن گجرات آ گئے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ بہت کچھ افاقہ ہو گیا ہے۔ کہ یکدم کچھ کا کچھ ہو گیا۔ اور آن کی آن میں سب خوشیاں غم کے ساتھ بدل گئیں۔ آپ کی نعش بذریعہ لاری قادیان لے جائی گئی۔ اور ۱۲ رجون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے باوجود ناسازیٔ طبع بھاری مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ آپ نے ماہانہ آمد کے دسویں حصہ کی اور اپنی جائداد کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی ؂

آپ ۵۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ بیس برس کی عمر میں ہندوستانی فوج میں ملازم ہوئے۔ دس برس یہاں ملازمت کی۔ اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں ایسٹ افریقہ گئے۔ اور ۳۰ برس ملازمت کی۔ اب بیماری کے باعث پنشن لے لی تھی لیکن زندگی میں پہلی پنشن بھی نہ لے سکے تھے۔ کہ مولیٰ کریم کا بلاوا آگیا

قبول احمدیت

آپ کو افریقہ میں ہی احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ جب ۱۹۰۳ء میں ہندوستان آئے۔ تو قادیان تشریف لے گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابیوں میں سے تھے۔ اپنے خاندان کے سب سے پہلے فرد تھے جو کہ احمدی ہوئے تھے۔ ان کی تبلیغ اور کوشش کے طفیل سب خاندان اس وقت ماشاء اللہ احمدی ہے۔ آپ کا طریق تھا۔ کہ جب کسی اپنے رشتہ دار یا اپنے دوست کو خط لکھتے۔ تو ضرور ہی تبلیغ کرتے۔ بار ہا رشتہ داروں نے غصہ سے کہا۔ کہ ہمیں تبلیغ کا خط نہ لکھا کرو۔ لیکن آپ بدستور تبلیغ میں کوشش کرتے۔

اخلاص

مرحوم کا اخلاص حد درجہ کا تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت یا اپنے سلسلہ کے خلاف ذرا بھی بات سنتے تو چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا۔ بلکہ اپنے پرانے دوستوں کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ احمدیت کے خلاف کوئی بات مرحوم کے سامنے کرے۔ آپ انگریز افسروں کو بھی بعض دفعہ کہہ دیتے۔ کہ مجھے ایسی نوکری کی پرواہ نہیں۔ جو کہ میرے مذہب میں روک بنے۔ چنانچہ عرصہ ۶ سال کا گذرا ہے۔ آپ نیروبی کینیا کے بڑے ہسپتال میں لگائے گئے۔ وہاں اتنا کام تھا۔ کہ بعض دفعہ کھانا بھی وقت پر نصیب نہ ہوتا تھا۔ اور نہ نماز کا وقت پر موقعہ ملتا۔ ایک دفعہ صبح کے چھ بجے کے گئے ہوئے تین بجے دوپہر کے گھر آئے۔ اور کھانے سے قبل ظہر کی نماز پڑھنے لگے۔ ابھی نماز کے لئے کھڑے ہی ہوئے تھے۔ کہ انگریز افسر آگیا۔ اور اس نے بلا بھیجا۔ کئی بار آدمی آئے۔ پھر وہ خود آکر آوازیں دینے لگا۔ لیکن مرحوم تسلی کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ جب نماز ادا کر چکے۔ تو باہر نکلے۔ اور کہا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ افسر نے کہا۔ میں نہیں جانتا تیری نماز۔ میں رپورٹ کرونگا۔ اور تمہاری ۲۴ سالہ نوکری ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ضایع کر دونگا۔ مرحوم نے کہا۔ جو آپ کی مرضی ہو۔ کر لیں۔ مگر یاد رکھیں میرے مذہب کی ہتک کرنے کا آپ کو خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ آخر مرحوم کی بدلی ممباسہ ہو گئی۔ اور جلد ہی اس واقعہ کے بعد ہی افسر کینیا کے گورنر کے اپریشن میں جو کہ مر گیا تھا۔ بُری طرح نکلوایا گیا۔ اس وقت جب مرحوم کے سامنے آیا۔ تو آنکھیں نیچے کر لیں۔ مرحوم کہتے۔ پہلے تو خیال آیا۔ وہ واقعہ یاد دلاؤں۔ لیکن پھر سمجھا۔ اتنی ہی شرم کافی ہے۔

درگذر

آپ نے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا۔ کئی ہندوؤں اور سکھوں نے آپ کو تکلیفیں دیں۔ نقصان پہونچائے۔ لیکن آپ ان کو بالکل نہ جتاتے۔

دیگر مومنانہ صفات

مرحوم نہایت اعلےٰ اوصاف کے انسان تھے۔ صاف گو تھے۔ چشم پوش تھے۔ کسی کی بات کو سن کر کسی کے آگے نہ بیان کرتے۔ اور نہ ہی کسی کی بُری باتیں سن کر یکدم یقین کر لیتے۔ اپنی بیوی بچوں کو بھی یہی کہتے۔ کہ نیک ظن رکھا کرو۔ ظنو المومنین خیرا والی آیت پڑھتے۔ نماز روزہ کے بے حد پابند تھے۔ سب بچوں کو آپ نے خود ہی قرآن شریف باترجمہ اور نماز مترجم پڑھائی۔ دینی تعلیم کو دنیاوی تعلیم سے مقدم رکھا کرتے چندہ وغیرہ میں بڑی قربانی کرتے۔ جب کبھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا کوئی اعلان چندہ کی بابت ہوتا۔ فوراً لبیک کہتے۔ باوجود سخت مالی مشکلات کے پہلے اپنی تنخواہ میں سے چندہ ادا کرتے۔ بعد میں گھر کے اخراجات پورے کرتے کبھی کبھار دینی کاموں میں بعض مجبوریوں کے باعث حصہ نہ لے سکتے۔ تو نہایت ہی حسرت واندوہ سے افسوس کرتے۔ اور کہتے۔ میرے دل کی تڑپ چین نہیں لینے دیتی۔ لیکن مجبور ہوں۔ پھر بھی حتی الوسع دین کی خدمت کرتے۔ اپنے وعدہ کے بڑے پکے تھے۔ اگر کسی کے ساتھ عہد وپیمان کرتے۔ تو چاہے دوسرا عہد توڑ ہی دیتا۔ آپ اپنا وعدہ پورا کرتے۔ اور کہتے۔ اس کے اعمال اس کے ساتھ۔ اور میرے اعمال میرے ساتھ ہیں۔

دیانت داری

۱۹۰۲ء میں جب افریقہ نئے نئے قلی گئے۔ تو ایک نے مرحوم کے پاس ۱۴۰ یا ۲۴۰ روپے امانت رکھی۔ مگر پھر اس کا کوئی پتہ نہ لگا۔ آخر ۱۹۲۳ء میں اُس نے آکر امانت مانگی۔ مرحوم نے سوال کیا۔ تیری امانت کتنی تھی۔ اس نے جواب دیا۔ میں تو عرصہ تک دیوانہ رہا ہوں۔ مجھے علم نہیں۔ مرحوم نے فوراً امانت ادا کر دی۔ اور اپنے مولیٰ کریم کا بہت ہی شکریہ کیا۔ کہ جیتے جی امانت ادا ہو گئی۔ اور میں سُرخرو ہو گیا۔

خیرات کے بھی حد درجہ پابند تھے۔ حسب طاقت ضرور ہی خیرات کرتے۔ چاہے قدم سے کریں۔ یا باتوں سے یا پیسہ سے۔ یا علاج سے۔ مرحوم کہا کرتے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سوالی اگر گھوڑے پر چڑھ کر آئے۔ اور سوال کرے۔ تو بھی مت جھڑکو۔ بلکہ اپنی توفیق کے مطابق ضرور کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔ سو میں اس حکم کے مطابق سب سوالیوں کو دیدیا کرتا ہوں۔

قادیان سے محبت

قادیان کی مقدس بستی سے خاص محبت رکھتے۔ جب کبھی ہندوستان آتے۔ تو ضرور ہی قادیان کی زیارت کرتے۔ اور یہی خواہش رکھتے۔ کہ ہجرت کر کے قادیان میں رہوں۔ چنانچہ اپنی خواہش کے مطابق اب افریقہ سے سیدھے قادیان آئے اور وہاں چار ماہ تک رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت تھی۔ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سناتے ہوئے رو پڑتے اور آوازیں رقت پیدا ہو جاتی۔ آپ فرمایا کرتے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا تار افریقہ پہونچا۔ تو میں تار پڑھ کر مبہوت ہو گیا۔ اور خیال آتا۔ شاید کسی دشمن کی شرارت ہو۔

ہندوستان کی خبریں

بلدیہ دہلی میں گرفتاران بمبئی سے ہمدردی کی تحریک

دہلی ۔ ۹ راگست ۔ بلدیہ دہلی کے ہفتہ وار اجلاس میں لالہ دیش بندھو گپتا نے تحریک پیش کی ۔ کہ مسٹر وابھ بھائی پٹیل اور پنڈت مالوی کی گرفتاری کے خلاف احتجاجاً اجلاس بلدیہ ملتوی کیا جائے ۔ تحریک دس آراء کے مقابلہ میں ۱۳ آراء سے مسترد ہو گئی ۔ نو ہندوؤں اور ایک مسلمان نے اسکے حق میں ووٹ دیئے۔

ٹریبیون کے دفتر کی تلاشی

لاہور ۔ ۷ راگست ۔ پولیس کی ایک جمعیت نے اخبار ٹریبیون کے دفتر پر چھاپہ مارا ۔ اور مینیجر سے کہا ۔ کہ خیانت مجرمانہ کے الزام کے سلسلے میں تلاش کرنے آئے ہیں ۔ چھ گھنٹے تک تلاشی لینے کے بعد پولیس مینیجر کے دفتر پر پہرے لگا کر رخصت ہو گئی ؁

افغانستان کا جشن آزادی

پشاور ۔ ۷ راگست ۔ افغانستان کا جشن آزادی ۱۵ راگست کو منایا جائیگا ۔

بمبئی کے کانگریسی رہنماؤں کو سزائے قید

بمبئی ۔ ۷ راگست ۔ آج بعد دوپہر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے کانگریسی رہنماؤں کے مقدمہ کا فیصلہ سُنا دیا ۔ پنڈت مالوی اور چند ایک عورتوں کو ایک سو روپیہ جرمانہ یا پندرہ پندرہ روز قید محض کی سزا دی ۔ اور سردار پٹیل اور چند ایک دوسرے ملزمین کو تین ماہ قید محض کی سزا دی گئی ۔ پنڈت مالوی اور عورتوں نے جرمانہ دینے سے انکار کر دیا ؁

لالہ منوہر لال کے مقابلہ پر سر موتی ساگر

لاہور ۔ ۸ راگست ۔ دہلی یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر موتی ساگر یونیورسٹی کے حلقہ سے لالہ منوہر لال وزیر تعلیم کے مقابلہ میں پنجاب کونسل کے انتخاب میں بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں ؁

خان عبد الغفار کے ایک رفیق کی خودکشی

پشاور ۔ ۸ راگست ۔ حاجی شاہ نے جو چارسدہ کے ایک بڑے تاجر اور خان عبد الغفار خان کے رفیق ہیں ۔ اور حال ہی میں گجرات جیل سے ضمانت دیکر رہا ہوئے ہیں ۔ اس وجہ سے خودکشی کر لی ۔ کہ ان کے احباب نے انکا پُرجوش خیر مقدم نہیں کیا ؁

امرتسر کی خلاف قانون جماعتوں پر پولیس کا حملہ

امرتسر ۔ ۷ راگست ۔ کل پولیس کی ایک زبردست جمعیت جلیانوالہ باغ پر حملہ آور ہوئی ۔ تمام اطراف میں پہرے لگا کر اُس نے نوجوان بھارت سبھا کا ریڈ کور اور کرتی سبھا کے قیام گاہوں پر چھاپہ مارا ۔ تیئیس آدمی گرفتار کئے گئے ۔ پولیس نے لاٹھیوں اور دوسرے اوزاروں کے ساتھ تمام جھونپڑیاں توڑ ڈالیں ۔ اور کچھ کاغذات ضبط کر لئے ۔ چار بجے واپسی کے وقت بڑے پھاٹک پر پہرہ دینے والے تین رضاکار بھی گرفتار کر لئے گئے

پنڈت مالوی کی رہائی

بمبئی ۔ ۸ راگست ۔ پنڈت مالوی آج بعد دوپہر رہا کر دیئے گئے ۔ کیونکہ کسی غیر معلوم شخص نے انکا سو روپیہ جرمانہ ادا کر دیا ؁

چھ سو سات کانگریسیوں نے معافی مانگ لی ۔

اڈنا کمانڈ ۔ سرکاری اعلان ہوا ہے ۔ کہ سابقہ تعداد کے علاوہ سول نافرمانی کے ایک سو پندرہ حوالاتیوں نے معافی مانگ لی ۔ تو قیدیوں نے بھی آئندہ سرگرمیوں میں حصہ نہ لینے کا اقرار کر کے رہائی حاصل کر لی ۔ اسوقت تک کل معافی مانگنے والوں کی تعداد ۶۰۷ ہے ؁

کمشنر یو ۔ پی پر حملے کا ارادہ

نینی تال ۔ ۸ راگست ۔ ایک انقلابی عین کمشنر کی کوٹھی کے برآمدے میں عین موقعہ پر ایک بم اور پستول کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا ۔ ملزم نے اقبال کیا ۔ کہ میں کمشنر پر بم پھینکنے کے لئے آیا تھا ۔

سکھر میں ہولناک فسادات

حیدر آباد سندھ ۔ ۶ راگست ۔ سہ شنبہ کو سکھر میں پھر مسلح بلوائیوں نے دکانیں لوٹیں ۔ زخمی اشخاص کی تعداد کا اندازہ دو سو ہے ۔ اور بیس ہندو ہلاک ہوئے ہیں ۔ کچھ مسلمان بھی زخمی ہوئے ہیں ۔ اور کچھ دوسرے اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں ۔ چند ایک گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں ۔ سکھر کے نواح سے بھی بلوہ اور غارتگری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۔ یورپین افسروں پر پتھر پھینکے گئے ۔

کراچی ۔ ۷ راگست ۔ سکھر کے ہندو مسلم فساد نے کل زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی ۔ اور دوبارہ فساد ہو گیا ۔ جس میں بارہ آدمی ہلاک اور تقریباً تیرہ سو مجروح ہوئے ۔ پولیس کو فائر کرنے پڑے ۔ جن سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے ۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے ۔

کراچی ۔ ۸ راگست کو سکھر میں پھر فساد ہو گیا ۔ دو آدمی ہلاک اور سات مجروح ہوئے ۔ ڈکیتیاں کثرت سے ہو رہی ہیں ۔ متعدد دیہات کی حفاظت کے لئے پولیس بھیجی گئی ہے ۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہے ۔ فساد زدہ علاقہ پر مشین گنیں لگا دی گئی ہیں کراچی سے زاید پولیس بھیجی گئی ۔ فساد روہڑی تک پھیل گیا ہے

نہرو ابھی تک نینی جیل میں ہیں ۔

الہ آباد ۔ ۷ راگست ۔ پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو ابھی تک نینی جیل میں ہیں ۔ ان کو یرودہ جیل میں لے جانے کے احکام ابھی تک موصول نہیں ہوئے ۔

شیخوپورہ میں کھال کھدائی کا قضیہ

شیخوپورہ ۔ ۷ راگست ۔ گورنمنٹ ہر سال زمینداروں سے کھال کھدائی لیا کرتی تھی ۔ اور یہ طریق دس سال سے جاری تھا ۔ سال رواں میں اسوقت تک کوئی کھال نہ کھودا گیا ۔ زمینداروں نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ۔ کیونکہ اس معاملہ میں زیادہ تاخیر برداشت نہیں کر سکتے تھے ۔ اور اس روپیہ کا مطالبہ کیا ۔ جو کئی لاکھ کے قریب ہے ۔ گورنمنٹ نے حال ہی میں احکام شایع کئے ہیں ۔ کہ روپیہ مالکوں کو قسطوں میں ادا کیا جائیگا ؁

کلکتہ میں بجلی گری

کلکتہ ۔ ۸ راگست ۔ آندھی کے طوفان میں وکٹوریہ گراؤنڈ میں بجلی گرنے سے شاہ ایڈورڈ ہفتم کے بُت سے سنگ مرمر کے بڑے بڑے ٹکڑے ٹوٹ کر ۱۵ گز کے فاصلے پر جا پڑے ۔ بڑی عمارت محفوظ رہی محراب کا کچھ حصہ گر پڑا ۔ قریب کے ایک اور بُت کے گرنے کا خطرہ ہے ۔

آفریدیوں کا لنڈی پر حملہ

پشاور ۔ ۸ راگست ۔ کل رات لنڈی پر مخالف آفریدی قبیلہ نے ایک معمولی حملہ کیا ۔ ان آفریدیوں کی تعداد ۱۰ ہزار بتائی جاتی ہے ۔ جو خطرناک کام کر رہی ہے ۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی سخت حملہ ہوا ۔ تو اسے فوراً ہی روک دیا جائیگا ۔ فوج تمام اہم مقامات پر پہرہ دے رہی ہے ۔ رات کے ۹ بجے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ لنڈی پشاور سے ایک میل ہے ۔

پکرک ایسڈ کی چوری کا مقدمہ

لاہور ۔ ۸ راگست ۔ آج پکرک ایسڈ کی چوری کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ۔ تمام ملزموں کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۰۷ کے ماتحت مجرم قرار دیا گیا ۔ اور ہر ایک کو دو دو سال کی قید سخت اور سو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ۔ بصورت عدم ادائگی جرمانہ ۶ ماہ مزید قید بھگتنی ہوگی ۔

جموں میں بم پھٹنے کا حادثہ

جموں ۔ ۷ راگست کو شام کے ۶½ بجے کارخانہ بازار لکھداتا میں بم پھٹا ۔ ایک لڑکے کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا اور اس کے ساتھ

دو انگلیاں اڑ گئیں۔ اور جسم کے بائیں حصہ۔ گردن اور چہرہ پر بہت سے زخم آئے۔ اور کوئی نقصان نہیں ہوا ؂

بلدیہ کلکتہ کے ایلڈر مین کا انتخاب

کلکتہ۔ ۷ اگست۔ ایلڈر مین کے لئے میسرز جے ایم سین گپتا۔ سبھاش چندر بوس اور پرنس غلام حسین امیدوار تھے۔ لیکن مسٹر سین گپتا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ مسلم امیدوار کے حق میں دست بردار ہو جائینگے۔ اب مقابلہ میسرز بوس اور شاہ کے درمیان ہے۔

کنوئیں میں سے گیس

بڑودہ ۲ اگست۔ لکشمی بلاس محل کے احاطہ میں ایک کنوئیں سے آب رسانی میں اضافہ کرنے کے لئے آٹھ مہینہ سے سوراخ کیا جا رہا ہے۔ گذشتہ منگل کو جب بورنگ پائپ سے ڈنڈا ۷۷ ۲ فٹ پر پہنچا۔ تو ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اور سوراخ میں سے گیس نکلنے لگی ؂

والئے کابل کی قدر شناسی

پشاور ۷ اگست۔ نادر خان شاہ کابل نے ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ مالک ایم۔ اے حکیم کمپنی پشاور کو ۲۷۰۰ روپے (کابلی) ماہوار کی مستقل جاگیر عطا فرمائی ہے۔ یہ جاگیر ان اعلیٰ خدمات کے صلہ میں عطا کی گئی ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے گذشتہ انقلاب افغانستان کے دوران میں سرانجام دی تھیں۔

نامہ نگار ٹائمز کی ولایت کو روانگی

شملہ ۷ اگست۔ مسٹر فرانکلین پیرسن سپیشل نامہ نگار ٹائمز گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے آج انگلینڈ روانہ ہو گئے ہیں ؂

لاہور میں موٹر بس سروس کا اجراء

لاہور ۶ اگست۔ صدر بلدیہ لاہور نے ٹاؤن ہال میں موٹر بس سروس کے اجراء کی افتتاحی رسم ادا کی۔ حاضرین کی فواکہات اور چائے سے خاطر مدارات کی گئی۔ شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں میں بس موٹریں دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ شہر میں خوب رونق رہی ؂

رنگون میں تین میل لمبے تالاب کا بند ٹوٹ گیا۔

رنگون ۸ اگست۔ جھانسہ تالاب کے بند ٹوٹ جانے کے باعث قصبہ شویب زیر آب ہے۔ ریلوے لائن کئی مقامات سے ٹوٹ گئی ہے۔ اور مسافروں اور ڈاک کو ایک طرف سے دوسری طرف لے جانے کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ انجن اور گاڑیاں پٹڑی سے اتر گئیں۔ اور الٹ گئیں۔ تالاب تین میل لمبا اور ایک میل چوڑا ہے۔ اور برما کے پرانے بادشاہوں کا بنایا ہوا ہے

آرمی ہیڈ کوارٹرز کے کارکنوں میں اضطراب

شملہ ۶ اگست۔ امرت بازار پتر کا کا نامہ نگار شملہ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ امپیریل سکرٹریٹ آرمی ہیڈ کوارٹرز اور گورنمنٹ ہند کے ملحقہ دفاتر میں سپیشل ریٹرینچمنٹ آفیسر کی اس سفارش سے بہت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ کہ موسم سرما میں کل سٹاف کا چالیس فیصدی حصہ شملہ میں روک لیا جائے اور صرف باقی ماندہ سٹاف کو دہلی جانے کی اجازت دی جائے۔

صدر وار کونسل جمعیۃ العلما کی گرفتاری

نئی دہلی۔ مولوی حفیظ الرحمٰن صدر وار کونسل جمعیۃ العلماء آج جمعیت کے دفتر میں گرفتار کر لئے گئے ؂

سرحد میں بے چینی

پشاور ۹ اگست۔ ہوائی جہازوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے آفریدی لشکر بغیر کسی حملہ کے منتشر ہو گیا۔ بم باری کی وجہ سے ان کے سات آدمی مارے گئے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ تیراہ کے آدم خیل حسن خیل اور آشو خیل قبائل کو اکسا رہے ہیں۔ کہ نوشہرہ پر حملہ کردیں۔ پولیٹکل ایجنٹ کرم نے اطلاع دی ہے۔ کہ مسوزئی اور چمکنی قبائل میں بھی شورش کے آثار دکھائی دے رہے ہیں ؂

نہروؤں کی گاندھی جی سے ملاقات

پنڈت جواہر لال۔ موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود مسٹر گاندھی سے ضرور ملاقات کرینگے۔ لیکن اس کے متعلق تاریخ کی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ یو۔ پی گورنمنٹ کے ہوم ممبر اتوار کے روز ینی تال جیل کا معائنہ کرینگے۔ اور ممکن ہے۔ یہ معائنہ ملاقات کے انتظامات کے سلسلہ میں ہی ہو۔

امرتسر میں مندر پر پکٹنگ

امرتسر ۹ اگست۔ درگیانہ مندر پر پکٹنگ زوروں پر ہے۔ صرف کھدر پوش اندر جا سکتے ہیں۔ کل ایک زائر جو غیر ملکی کپڑوں میں ملبوس تھا۔ والنٹیئر کو ایک مکہ رسید کیا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گیا ؂

ممالک غیر کی خبریں

امان اللہ خان کی روما کو روانگی

قسطنطنیہ ۷ اگست۔ امان اللہ خان خلاف توقع یکایک روما کو روانہ ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی روانگی معاملات افغانستان کے سلسلے میں ہے ؂

اشتراکیوں کا قتل عام

شنگھائی ۷ اگست۔ اشتراکیوں کے خلاف جذبات منافرت زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ کسٹن میں ان لوگوں کا قتل عام شروع ہے۔ جن پر اشتراکی ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ ان کو عدالت میں باقاعدہ تحقیقات کا موقعہ بھی نہیں دیا جاتا۔ روزانہ قتل کئے جا رہے ہیں ؂

سابق وزیر ہند کی علالت

لندن ۵ اگست۔ لارڈ برکن ہیڈ بعارضہ نمونیا سخت بیمار ہیں۔ بعد کی اطلاع ہے۔ کہ اب وہ روبصحت ہیں ؂

چینی قزاقوں کی سنگدلی

پیکن ۵ اگست۔ اشتراکی رہزنوں نے ۲۴ جولائی سے دو انگریز مشنری عورتوں کو گرفتار کر رکھا ہے۔ اور ان کی رہائی کے لئے ۵۰ ہزار ڈالر کا مطالبہ کر رہے ہیں چنانچہ ان سنگدلوں نے ایک عورت کی ایک انگشت کاٹ کر مطالبہ کے ساتھ حکام کے پاس بھیج دی ہے۔ تاکہ رقم مطلوبہ فوراً ادا کردی جائے۔ قزاقوں نے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر مطلوبہ رقم فوراً نہ بھیجی گئی۔ تو باقی انگلیاں بھی کاٹ ڈالی جائیں گی۔

کرد باغیوں پر فضائے آسمانی سے بم

ترکی ایرانی سرحد کے قریب جنگ وجدال جاری ہے۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ترکی افواج اور ہوائی طیارے ایک بھاری جنگ وجدل میں مصروف ہیں۔ اور ایرانی سرحد پر کرد باغیوں کی سرکوبی اور سرزنش میں مشغول ہیں ؂

مغربی امریکہ میں خوفناک گرمی

ماہ جولائی کے دوران میں امریکہ کی ویسٹرن سٹیٹس میں اس قدر شدت کی گرمی پڑی۔ کہ اس کے باعث ۳۶ اموات ہو گئیں۔ اسی طرح گرمی کے باعث ۷۶ اموات پانی میں ڈوبنے کے باعث ہوئیں۔ ہزارہا آدمی اس مسلسل گرمی کے اثر سے بچنے کے لئے دریا اور جھیلوں میں لگاتار نہاتے رہے۔ گرمی کا درجہ ۱۲۲ ڈگری تھا ؂

حکومت مصر نے قومی اخبارات بند کر دیئے

مجلس وزراء نے البلاغ۔ کوکب الشرق اور الیوم کو جو ۴ قوم پرست اخبار تھے۔ اپنے قانونی اختیارات کی بنا پر بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے ؂

ڈیوک آف نارفوک کو حادثہ

لندن ۹ اگست۔ کل پولو کھیلتے ہوئے ڈیوک آف نارفوک کی گلے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ گھوڑے کو ٹھوکر لگنے کی وجہ سے آپ گر پڑے تھے ؂

شام کے سیاسی مجرموں کو معافی

دمشق کے صیغہ مخابرات نے ایک خبر شایع کی ہے۔ کہ صدر جمہوریہ فرانس نے ۹ شامی جلاوطنوں اور ۷۰ فوجی اسیروں کو معافی دیدی ہے ؂

شاہ فیصل لندن سے برلن گئے

لندن ۷ اگست۔ شاہ فیصل لندن سے برلن کو روانہ ہو گئے ہیں ؂

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)

فرماتے۔ جب میں ۱۹۰۷ء میں افریقہ جانے لگا۔ تو قادیان گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے جانے کی اجازت دیدی۔ اور دُعا کی۔ مگر اس دن میں نہ جا سکا۔ اور قادیان میں ہی رہا۔ دوسرے دن جب میں روانہ ہونے لگا۔ تو مفتی محمد صادق صاحب مجھے ملے۔ اور کہنے لگے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مل لیا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں کل مل لیا تھا۔ مفتی صاحب نے کہا۔ آج پھر مل لو۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ میں نے مفتی صاحب کے ساتھ جا کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ اور آبدیدہ ہو کر روانہ ہوا۔ ۶ مہینے کے بعد آپ کی وفات کا تار افریقہ پہنچا۔

اولاد سے پیار

آپ بچوں کو دیکھ کر جیتے۔ اپنی لڑکیوں کے ساتھ بے حد محبت اور الفت رکھتے۔ لوگ دیکھ دیکھ کر رشک کرتے اور کہتے۔ یہ لڑکیوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اس لئے خدا نے زیادہ لڑکیاں دی ہیں۔ مرحوم کہتے۔ یہ اپنا رزق ساتھ لے کر آتی ہیں۔ میں صرف ان کا محافظ ہوں۔ گھر میں کوئی صلاح مشورہ ہوتا۔ تو آپ اپنے بچوں اور بیوی سے ضرور صلاح مشورہ لیتے۔ پھر کسی کام کو شروع کرتے۔ خواہ اپنا ذاتی کام ہو۔ یا سرکاری۔ حسب حیثیت بچوں کی خواہش پوری کرتے۔ کبھی لڑکے لڑکیوں میں تفاوت نہ کرتے۔ سب کو ایک نظر سے دیکھتے۔ آپ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے۔ جب تک آپ کے بچے آپ کے ساتھ نہ بیٹھ جائیں۔ ایک ایک کو بلا کر بٹھاتے۔ تب کھانا شروع کرتے۔ آپ شرع کے حد درجہ پابند تھے۔ اپنے بچوں کی تربیت بھی خدا کے فضل سے اچھی کی۔

آخری ایام

ہم ۹؍ دسمبر افریقہ سے سیدھے قادیان پہنچے۔ مرحوم کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی علاج کیا۔ اور دعا بھی کی۔ لیکن مقدر میں یہی تھا۔ کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر مرحوم نے بہت دعا کی۔ کہ آج سات سال کے بعد اس مقدس بستی میں وارد ہوا ہوں۔ اور اپنے پیارے امام و مرشد کا پیارا کلام سننے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن مجھے بیماری نہیں چھوڑتی۔ اے اللہ مجھے توفیق دے۔ کہ سالانہ جلسہ میں شامل ہو سکوں۔ مرحوم کی یہ دعا قبول ہو گئی۔ ۲۷؍ سے ۲۹؍ دسمبر تک قدرے آرام رہا۔ اور سخت سردی کے موسم میں نو بجے رات تک اپنے پیارے امام کی تقریر سنتے رہے۔ اور دعا میں بھی شامل ہوئے۔ مگر ۳۰؍ کو چارپائی پر ایسے گرے۔ کہ پھر ہوش نہ آئی۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی وفات کی خبر ٹریبیون اخبار میں پڑھی۔ تو ماہی بے آب کی طرح تلملا اٹھے۔ اس صدمہ سے دل کو ضعف ہو گیا۔ اپنی بیماری بالکل بھول گئے۔ مرحوم تار دینے کو ہی تھے۔ کہ گجرات کی جماعت احمدیہ کے امیر صاحب سے تصدیق ہو گئی۔ کہ یہ کسی دشمن کی شرارت ہے۔ اسی وقت شکر بارگاہ ایزدی میں کیا۔ لیکن اس دن کے ضعف کا اثر تین دن تک رہا۔ جب سخت بیماری کی حالت میں ہم پوچھتے آپ کے بعد ہمارا محافظ کون ہوگا۔ تو آپ شہادت کی انگلی اٹھا کر کہتے۔ وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

اولاد

مرحوم اپنی یادگار میں تین بیٹے۔ اور پانچ بیٹیاں چھوڑ گئے ہیں۔ دو بڑے لڑکے افریقہ میں ملازم ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا جو کہ مرحوم کا آخری بچہ ہے۔ آٹھ سال کی عمر کا ہے۔ اور سب سے چھوٹی لڑکی بعمر ۱۲ سال کی ہے۔ یہ دونوں بچے مرحوم کو حد درجہ پیارے تھے۔ جب کبھی سیر کو جاتے یا بازار جاتے۔ تو ان دونوں کو ساتھ لے جاتے۔

جس کسی نے آپ کی وفات کی خبر سنی۔ کیا افریقہ والے کیا انڈیا والے سب افسوس کرتے ہیں۔

التماس

میں الفضل پڑھنے والے احمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں۔ کہ آپ دردِ دل سے دعا کریں۔ مولا کریم ہمارے پیارے ابا جان کو اعلےٰ سے اعلےٰ جنت نصیب کرے۔ اور ہمیں صبر جمیل عطا کرے۔

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے یوں نہ تو مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

یہ شعر اپنے چھوٹے بچوں سے روزانہ سنتے۔ اور وجد میں آجاتے۔ یہ اب ہمارے لئے وظیفہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے ابا جان کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین یا رب العالمین۔

(دل شکستہ کنیز فاطمہ بانو بنت ڈاکٹر محمد علی خان صاحب مرحوم۔ گجرات)

ریلوے ٹائم ٹیبل ۱۲۰

یکم ستمبر سے نیا ریلوے ٹائم ٹیبل جاری ہونے والا ہے۔ ہم اس موقعہ پر بعض ضروری امور افسران بالا کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

آج سے چار پانچ سال پیشتر ٹائم ٹیبل اس دانشمندی و عاقبت اندیشی کے ساتھ مرتب کیا جاتا تھا۔ کہ بہت ہی کم شکایت پیدا ہوتی تھی۔ مگر آج کل ٹائم ٹیبل ایسے طور پر تیار ہوتا ہے کہ علی العموم شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً مختلف لائنوں کی گاڑیوں کے کانکشن کے متعلق تو یہاں تک بے پروائی سے کام لیا جاتا ہے۔ کہ صرف چند منٹوں کے فرق پر مسافروں کو نو نو گھنٹے دوسری گاڑی کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے لئے تین لائنوں کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) لائلپور سے پسنجر ٹرین ۳۲ ڈاؤن صبح پانچ بجے روانہ ہوتی ہے۔ جو لاہور ۹ بجکر ۲ منٹ پہنچتی ہے۔ لاہور سے نمبر ۲۸ پٹھانکوٹ کیلئے ۹ بجے روانہ ہو جاتی ہے۔ اب دیکھئے صرف تین منٹ کے فرق کی وجہ سے مسافروں کے اس بڑے حصے کو جو لائلپور وغیرہ سے لازمی طور پر گورداسپور پٹھانکوٹ قادیان آتا جاتا ہے۔ پونے پانچ بجے عصر تک لاہور ہی ٹھہرنا پڑتا ہے۔

دوسری مثال۔ سیالکوٹ سے نمبر ۲۶ گاڑی صبح ۷ بجے روانہ ہوتی ہے۔ جو وزیر آباد ۱۲ بجکر ۲ منٹ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد اس غیر آباد سٹیشن پر شام کے ۸ بجکر ۴۰ منٹ تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ ان لوگوں کو جو بٹالہ یا قادیان یا پٹھانکوٹ تک جانے والے ہوں۔

تیسری مثال۔ بھیرہ سے گاڑی پر صبح ۷ بجکر ۴۸ بذریعہ نمبر ۲۳ سوار ہوں۔ تو لالہ موسےٰ ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پہنچیں گے۔ اور لاہور بذریعہ ڈیرہ دون ٹرین ۱۶ بجکر ۵۰ پہنچتے ہیں۔ ٹھیک ۱۶ بجکر ۴۵ پر وہ ٹرین چلا دی جاتی ہے۔ جو پٹھانکوٹ جاتی ہے۔ گویا صرف ۵ منٹ کے فرق کی وجہ سے ایک مسافر صبح ملک وال بھیرہ سے سوار ہو۔ تو قادیان یا پٹھانکوٹ دوسرے دن صبح کو پہنچے گا۔

ہم ایسے نقصوں کی طرف ریلوے ٹائم ٹیبل مرتب کرنے والوں کی توجہ منعطف کراتے ہیں۔ تاکہ پبلک کی بےچینی دور ہو۔ اور خود ریلوے والوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ کیونکہ مسافر موٹروں کے ذریعے اپنا وقت بچانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ قادیان سے ایک ٹرین ۱۰ بجکر ۴۰ پر روانہ ہوتی ہے۔ اور بٹالہ سے ۱۰ بجکر ۳۸ پر ایک ٹرین لاہور جاتی ہے۔ ہم نے پچھلی دفعہ ریلوے حکام کو توجہ دلائی تھی۔ کہ صبح ۷ بجے کی گاڑی پر قادیان کے اردگرد دیہات کے لوگ (بالخصوص موسم سرما میں) سوار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اشد ضروری ہے۔ کہ یہ ٹرین پونے دس بجے قادیان سے روانہ ہو۔ تاکہ بٹالہ پسنجر ٹرین نمبر ۲۵ سے کانکشن ہو سکے۔ اور لاہور امرتسر مسافر بسہولت چلے جائیں۔ معلوم نہیں۔ کہ ایسا کرنے میں ریلوے افسران کا کیا حرج ہوتا ہے۔ وہ ٹرین یونہی قادیان کھڑی رہتی ہے۔ اگر آدھ گھنٹہ پہلے چلا دی جائے۔ تو کیا حرج ہوگا۔ البتہ فائدہ ضرور ہے۔ گورداسپور عدالت میں حاضر ہونے والے تو صبح کی گاڑی سے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تر سواریاں پٹھانکوٹ گورداسپور کی نہیں ہوتیں۔ بلکہ لاہور امرتسر کی جانب جانے والی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے سہولت بہم پہنچانی چاہیئے۔ (اکمل قادیان)

اخبار "ہمت" کے بقاء کے لئے اپیل

"ہمت کے مستقبل کے متعلق قوم سے مشورہ طلب کیا گیا۔ قوم کے باہمت اور معزز افراد نے مشورہ دیا اور اپنے اس عزم کا اظہار کیا۔ کہ وہ ہمت کو اعلیٰ درجہ کا روزنامہ بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرینگے۔ ہمارے لئے ان کا یہ عزم بہت امید افزا ہے۔ اسقدر امید افزا کہ بحمد اللہ آغاز کوشش میں ہمیں کامیابی کا یقین ہے۔

ہمدردان ہمت کے مشورہ پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ ہمت کو قوم کی ملکیت بنا دیا جائے۔ افراد کی ملکیتیں افراد کی طرح بے ثبات ہوتی ہیں۔ اور افراد کے ساتھ فنا ہو جاتی ہیں جماعت کی قوتیں اور جماعت کے وسائل غیر محدود ہیں۔ اور اگر جماعت عزم کرے تو اس کی مملوکات تا قیام عالم محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جو عزم کرتے ہیں اللہ انکی مدد کرتا ہے۔

ہمت کیونکر قوم کی ملک بنایا جائے؟

اسکیم یہ ہے۔ کہ ہمت کو ہر اعتبار سے اردو کا بہترین اخبار بنانے کیلئے جتنی رقم کی ضرورت ہو۔ وہ مسلمانوں سے وصول کی جائے۔ لمیٹڈ کمپنی کے اصول پر یہ رقم معینہ حصص پر تقسیم نہ کی جائے۔ اس صورت میں صرف صاحب استطاعت اس عظیم الشان قومی خدمت میں شرکت کر سکیں گے۔ بلکہ غیر معین حصص پر تقسیم کیا جائے۔ تاکہ جو مسلمان ایک روپیہ دیکر بھی ہمت کی ملکیت میں شریک ہونا چاہے۔ شریک ہو جائے۔ اس کا نام مالکان ہمت کی فہرست میں ہمیشہ درج رہے۔ اور وہ اس اجر خدمت کا مستحق ہو۔ جو ہمت کے ذریعہ سے اسلام کے حق میں ہندوستان کے حق میں اور بنی نوع انسان کے حق میں انجام پائیگی۔

اس قومی سرمایہ کے تحفظ کے لئے جو اس طرح وصول ہو۔ اور ہمت کے مالی انتظام کی نگرانی کے لئے گیارہ معتبر اور ہمدرد مسلمانوں کا بورڈ بنایا جائے۔ جو باضابطہ رجسٹرڈ ہو۔

یہ بورڈ اس رقم کو ہمت پر اس طرح صرف کرے۔ کہ ہمت ہر پہلو سے اعلیٰ درجہ کا اخبار بن جائے۔ اور ایسے تجارتی اصول پر چلے کہ معقول نفع ہونے لگے۔ تاکہ پھر ترقی کی کسی منزل پر قوم کو مزید امداد دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور خود اپنی آمدنی سے روز بروز فروغ پاتا رہے۔ صرف اس نفع کو چھوڑ کر جو سید جالب مرحوم کے شخصی سرمایہ پر ہو۔ ہمت کا جتنا نفع ہو۔ وہ ہمت کو ترقی دینے اور اس اسلامی پریس کے سرمایہ کو بڑھانے میں صرف ہوتا رہے۔

یہ بورڈ ہر مالی سال کے اختتام پر آئندہ سال کیلئے ہمت کا بجٹ اور گذشتہ سال کی آمدنی اور خرچ کی مفصل رپورٹ تیار کر کے قوم کے سامنے پیش کرے۔ اور ہر حصہ دار کو حق ہوگا۔ کہ وہ ہمت کے مالی نظم کے متعلق اپنا اطمینان کرلے۔

ہمت کی موجودہ حالت

عموماً لوگوں میں یہ بدگمانی ہے۔ کہ اخبار کی ضرورتیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اور اخبار میں کبھی نفع نہیں ہوتا۔ ہمارے خیال میں یہ صحیح نہیں لگر اب تک ایسا ہوا ہے۔ تو اس لئے ہوا۔ کہ مسلمانوں نے اخبارات شخصی سرمایہ سے نکالے۔ اور ان پر اتنا سرمایہ نہ لگایا جتنا لگنا چاہیے تھا۔ اور اگر سرمایہ بھی معقول لگایا۔ تو اخبار کے تجارتی پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ ہمت کی موجودہ حالت خود اس بدگمانی کی تردید ہے۔

سید جالب مرحوم نے ہمت کو بلا سرمایہ شروع کیا۔ انکو اپنے احباب اور قدر دانوں سے ذاتی عطیات کی صورت میں اس ایک سال اور چار ماہ کے اندر زیادہ سے زیادہ پانچہزار روپیہ وصول ہوا۔ آپ خود غور فرمائیں۔ کہ ایک روزانہ اخبار کیلئے پانچہزار روپیہ کا سرمایہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ کبھی سو مل گیا۔ اور کبھی دو سو۔ مگر ہمت کے کارکنوں نے سختیاں اٹھائیں۔ اور پیٹ پر پٹی باندھکر کام کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج بفضلہ ہمت اس صوبہ میں سب سے زیادہ باوقار روزنامہ ہے۔ اپنی بساط سے زیادہ قومی خدمت کر رہا ہے۔ پہلی سہ ماہی میں ہمت کا تجارتی نقصان ایک ہزار روپیہ ماہوار تھا۔ دوسری سہ ماہی میں پانچسو روپیہ ماہوار رہ گیا۔ اور اس وقت زیادہ سے زیادہ دوسو روپیہ ماہوار ہے۔ اگر ہمت کا مرحوم بانی زندہ رہتا۔ تو اخباری پہلو سے اپنی بہبیوں کو تاہیوں کے باوجود آئندہ سہ ماہی میں ہمت کا آمد و خرچ برابر ہو جاتا۔

قوم کا ایک فرد اللہ کے بھروسہ پر کمر ہمت باندھکر اٹھا اور ہمت کو عدم سے وجود میں لایا۔ اور پھر اسکو اتنی ترقی دی۔ کہ قریب قریب آمد و خرچ برابر کر گیا۔ اب کیا ساری قوم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کی اس موجود یادگار کو ملک و ملت کی خدمت اور حق کے اعلان کے لئے زندہ رکھے؟ تنہا جالب مرحوم نے پانچہزار روپیہ لگایا۔ ساری قوم سے پندرہ بیس ہزار روپیہ کی حقیر رقم بھی خرچ نہیں ہو سکتی؟ کوئی کچھ کہے۔ ہم مسلمانوں سے مایوس نہیں۔ یہ چھوٹا سا کام ہے۔ اللہ نے ملت اسلامیہ کے ایک ایک فرد کو تعمیر عالم کی قوت دی ہے بس ارادہ شرط ہے۔

یہ سرمایہ کیونکر جمع کیا جائے؟

ہم نے اس سرمایہ کو ایک روپیہ سے پانچہزار روپیہ تک کی ایسی رسیدوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ یہ رسیدیں ذمہ دار اشخاص اور اسلامی انجمنوں کے ذریعہ سے مسلمانوں میں فروخت کی جائینگی۔ صوبہ متحدہ میں ۴۸ اضلاع ہیں۔ ہر ضلع کے حصہ میں تقریباً چار سو ۱۶ روپیہ آتے ہیں۔ اگر ہر ضلع میں ایک ایک ذمہ دار مسلمان یہ تہیہ کرے۔ کہ صوبہ متحدہ میں طاقتور اسلامی پریس قائم کرنے کیلئے وہ اس قدر رقم اپنے بھائیوں سے وصول کریگا۔ تو انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ مگر ایک شخص سارا بار اپنے سر کیوں لے؟ صرف ایک ہفتہ کے لئے سات آدمیوں کی ہر جگہ ایک جمعیۃ قائم کر لی جائے۔ اور تنظیم کے ساتھ ایک ہفتہ کے اندر عوام اور خواص سے حسب استطاعت یہ رقم وصول کر لی جائے۔ مانگنا شرط ہے۔ مسلمان ایسے تنگدل نہیں۔ جو قومی ضرورت کے لئے ایک چھوٹی سی رقم نہ دیں۔ فرض شناس دولتمندوں کو اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے حوصلہ کے موافق دس لاکھ ہزار روپیہ کی رسیدیں خرید لیں۔ اس سرمایہ کی امداد میں نہ کمی کا تعین ہے۔ نہ زیادتی کا۔

اگر یہ سرمایہ وصول ہو گیا۔ تو ہمت کیسا ہوگا؟

ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کیسا اسلامی اخبار پیدا کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آپ مطلوبہ سرمایہ فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر ہمت بڑی تقطیع کے بارہ صفحات پر شایع ہوگا۔ اس میں ساری دنیا کی تازہ خبریں شایع ہونگی۔ انگریزی اخباروں کی طرح یہ اپنے ناظرین کی خدمت میں علی الصباح پہنچیگا کاغذ۔ کتابت اور طباعت بہترین ہوگی۔ اور بتوفیق الٰہی ہمیشہ حق کا اعلان اور انصاف کی وکالت کریگا۔ مسلمانوں کی وطنی اور ملی حقوق کی حفاظت ہمت کا فرض اولین ہوگا۔ گویا پھر ہمت ایسا اخبار ہو جائیگا۔ کہ اردو کے حامی اس کو پانیر کے مقابلہ میں فخر کے ساتھ پیش کر سکینگے۔

اپیل

مسلمانوں کے سامنے یہ مفصل سکیم بیان کرنیکے بعد اب ہم ان سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ اپنی یہ قومی بدنامی دور کر دیں۔ کہ مسلمانوں کا پریس بہت ذلیل ہے۔ اور اپنے نامور اخبار نویس سید جالب مرحوم کے نام سے ایک ہفتہ جالب مقرر کر کے پوری سرگرمی کے ساتھ اپنے اپنے ضلع کے حصہ کی رقم وصول کر کے سکرٹری مسلم پریس ٹرسٹ کے نام بھیجدیں۔

مسلمانوں نے طرابلس اور بلقان کیلئے ہزاروں اور خلافت فنڈ کے لئے پونے دو کروڑ روپیہ جمع کیا۔ آج خود انہیں اپنے لئے صرف بیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیا وہ اس موقع پر اپنے قومی احساس کے ثبوت سے قاصر رہینگے؟ نہیں۔ ہمیں مسلمانوں کی حمیت دینی اور غیرت قومی پر کامل اعتماد ہے۔

راہِ عمل میں پہلا قدم

اس مقصد گرامی کی تکمیل کیلئے جو راہ عمل مقرر کی گئی ہے۔ اسکا پہلا قدم یہ ہے۔ کہ جو ذمہ دار غیرتمند مسلمان اپنے اپنے اضلاع میں تنظیم کے ساتھ کم سے کم چار سو ۱۶ روپیہ وصول کرنیکا بیڑا اٹھائیں۔ وہ فوراً اپنے اسمائے گرامی سکرٹری پریس ٹرسٹ کے نام روزنامہ ہمت کی معرفت بھیجدیں۔ تاکہ ان سے خط و کتابت کی جا سکے۔ اور سرمایہ کی رسیدیں بھیجدی جائیں۔ ہفتہ جالب کے متعلق مزید ہدایات بعد میں شایع کی جائیں گی۔